رپورٹ

انجمن ترقی اردو (ہند)

علی گڑھ

(مئی ۱۹۵۰ع تا اگست ۱۹۵۱ع)

مرتبہ
قاضی عبدالغفار
جنرل سکریٹری

نصف صدی

تقریباً ۵۰ سال ہوئے جب ۱۹۰۳ع میں علی گڈھ کی ایجوکیشنل کانفرنس نے زبان اردو کی ترویج و اشاعت کے لئے یہہ شعبہ قایم کیا تھا۔ چند سال بعد اس شعبہ نے ایک جداگانہ ادارے کی صورت اختیار کرلی اس وقت سے اس وقت تک انجمن کو ملک کے متعدد عالی مقام اور وسیع الخیال اصحاب کی رہنمائی اور سرپرستی حاصل رہی ۔ اس کی صدارت کی ذمہ داریاں نواب عماد الملک، نواب مسعود جنگ، سر تیج بہادر سپرو جیسے ممتاز اصحاب کے کاندھوں پر رہیں، معتمد کے فرایض کو علامہ شبلی، نواب صدر یار جنگ، مولوی عزیز مرزا مولوی سجاد مرزا اور ڈاکٹر عبدالحق نے یکے بعد دیگرے انجام دیا ۔ اسطرح گذشتہ نصف صدی میں انجمن کے کارنامے ہماری تاریخ میں اپنی جگہ پیدا کرچکے ہیں ۔

حیدر اباد

دس گیارہ سال کانفرنس کے ایک شعبے کی صورت میں کام کرنے کے بعد جب اس ادارے کے معتمد ڈاکٹر عبدالحق بنائے گئے تو اس نے کانفرنس سے جدا اپنی ایک تنظیم پیدا کرنی شروع کی اور اورنگ آباد اس کا صدر مقام بن گیا - اس وقت سے ۱۹۳۸ع تک انجمن کے ریاست حیدرا باد سے بہت گہرے تعلقات رہے اور درحقیقت اسی ریاست کی حکومت اور علم دوست اصحاب کی دلچسپی، همدردی اور تائید نے انجمن کی تنظیم کو مستحکم کیا - باوجودیکہ انجمن تمام هندستان میں اپنے مقاصد کی اشاعت کر رهی تھی لیکن اس کے مالی وسایل کا بڑا سہارا حیدرآباد کی حکومت اور بعض دوسرے اکابر اور روسا تھے جن کی توجہ نے انجمن کے لئے بڑی حد تک تمام مالی وسایل مہیا کر دئے تھے - ۱۹۳۸ع میں یہہ محسوس کر کے کہ انجمن کی مرکزیت کا تقاضا یہہ ھے کہ اس کا مرکز هندستان کے دارالسلطنت میں قایم ھو انجمن کے معتمد اور بعض نظما نے انجمن کے دفتر کو اورنگ آباد سے دھلی منتقل کرنے کا فیصلہ کیا اور اسی وقت سے انجمن کی خالص علمی نوعیت دھلی اور هندستان کے سیاسی ماحول سے بھی متاثر ھونے لگی - اس بحث میں دو رائے ھو سکتی ھیں کہ اورنگ اباد سے انجمن کے

دھلی منتقل ھونے کا یہہ نتیجہ اچھا تھا یا برا - بہر حال یہہ تو ایك تاریخی حقیقت ھے کہ ۱۹۳۸ ع سے انجمن کی جد و جہد کے میدان میں نئے نئے گوشے سامنے آنے لگے

۱۹۴۷ ع

ملك کی تقسیم کے بعد ۱۹۴۷ کا خونریز انقلاب اپنے ساتھہ جو بربادیاں لایا آن میں سے انجمن ترقی آردو کو بھی آس کا حصہ ملا - دھلی کے بلوے مین انجمن کا دفتر لوٹا گیا آس کی بیش قیمت لائبریری کو نقصان پہنچا اور آس کا کاروبار دفعتاً معطل ھو گیا - اگر عین وقت پر حکومت ھند کے وزیر تعلیم حضرت مولانا ابوالکلام آزاد توجہ نہ فرماتے تو شاید اس دفتر اور لائبریری مین ایك پرزہ کاغذ کا بھی ھم نہ پاتے - لیکن عین وقت پر حضرت مولانا نے آس کی حفاظت کا انتظام فرمادیا اور بلوائیوں کے بھاگے حوالے کے بعد چند کرون میں دفتر اور کتب خانہ کا تمام سامان بند کر کے سرکاری تالے لگادے گئے - آس وقت سے اگست ۱۹۴۹ ع تك یہہ کرے مقفل رھے اور حالات ایسے تھے کہ آس سے پہلے ان کرون کا دروازہ کھولنا ناممکن تھا - دفتر کی لوٹ میں نہ صرف لائبریری کی بہت سی نادر کتابین ضائع ھوئین بلکہ دفتر کے حساب و کتاب کے کاغذات اور رجسٹر بھی غایب ھو گئے - اب ھم اس نقصان کے نتایج سے پوری طرح دوچار ھو رھے ھیں -

نئے دور کا آغاز

آخر ۱۹۴۸ میں ملک کے حالات کا جائزہ لیکر انجمن کے نظما نے ایک جلسہ میں (جس میں ڈاکٹر عبد الحق بھی شریک تھے) بہ اتفاق آرا طے کیا کہ انجمن کا مرکز ہندستان میں قایم رہے اور کام پھر شروع کیا جائے اور یہہ کہ اس کا کوئی تعلق پاکستان سے نہ ہو۔ یہہ بھی طے کیا کہ مجلس نظما میں وہی نظما شریک رکھے جائیں جو ہندستان میں سکونت رکھتے ہوں اور ایندہ بھی ایسے ھی اصحاب منتخب کئے جائیں۔

اسی کے ساتھہ انجمن کے موجودہ سرمایہ کے متعلق طے پایا کہ تمام بلڈنگ فنڈ مرکزی انجمن کے پاس رہے اور دوسرے مالی مسایل کا بھی تصفیہ ہوا۔

اسی جلسہ میں مرکزی انجمن کی جدید تنظیم کا خاکہ تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب انجمن کے صدر منتخب ہوئے اور چند روز بعد موصوف نے مجھے معتمدی کے لئے نامزد فرمایا۔ اس جدید تنظیم کے تحت ارا کین انجمن کا پہلا جلسہ ۵ مئی سنہ ۱۹۵۰ع کو منعقد ہوا جس مین انجمن کے نئے قواعد و ضوابط منظور کئے گئے اور ضمنی کمیٹیان منتخب کی گئین۔ لیکن اس کارروائی سے پہلے ھی اکست سنہ ۱۹۴۹ع مین مین علی گڈہ آگیا تھا اور میں نے حکومت دھلی سے انجمن کے دفتر

اور کتب خانہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ جس وقت میں
نے یہہ قبضہ حاصل کیا تو کوٹھی نمبر-(۱) دریا گنج کی
صورت یہہ تھی کہ پورا مکان شرنارتھیوں کے قبضہ میں تھا
اور ان وسطی کمروں کے گرد جہاں انجمن کا سامان رکھا
ہوا تھا پنجاب کی کسی بیمہ کمپنی نے اپنے دفتر کا گھیرا
اسطرح ڈال دیا تھا۔ چنانچہ ہمارے لئے اُن کمروں کے دروازے
کھولنے اور سامان باہر لانے کے راستے بند تھے۔ بہر حال
کسی نہ کسی طرح کئی مہینوں کی جدو جہد کے بعد یہہ
سب سامان علی گڈہ منتقل کیا جاسکا۔ دو برس کے عرصہ
میں جب یہہ کمرے بند رہے اور دو برساتیں بھی اُن پر
گذر گئیں، انجمن کے کاغذات اور قلمی کتابوں کے قیمتی
ذخیرے کو بہت نقصان پہنچا۔ جو کچھہ سنہ ۱۹۴۷ع کی
لوٹ سے بچ رہا تھا وہ چھتوں کے ٹپکنے کی وجہ سے
خراب ہوا۔ بیسیوں نادر قلمی کتابیں نمی اور دیمک کی
وجہ سے بالکل برباد ہو گئیں اور یہہ ایک بہت بڑا نقصان
تھا جس کی تلافی صرف اتنی ہی ممکن ہے کہ جو کچھہ
مخطوطات بچ رہے ہیں اُن کی مرمت اور حفاظت کا پورا
پورا انتظام کیا جائے۔

علی گڈہ

چونکہ دہلی میں کسی مکان کا ملنا اُس زمانہ میں
ناممکن تھا اس لئے یہہ مناسب سمجھا گیا کہ انجمن کے دفتر
کو علی گڈہ میں منتقل کر دیا جائے۔ مرکز کے لئے علی گڈہ

کا انتخاب اول تو اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مسلم یونیورسٹی کی علمی فضا میں علمی کام کرنے کے امکانات زیادہ تھے اور خود صدر انجمن ڈاکٹر ذاکر حسین خان کا مستقل قیام بھی وہیں تھا اور کچھہ اس لئے بھی کہ علی گڈہ ہی دہلی سے قریب ایسا موزون ترین مقام تھا جہاں ہمین ایك موزون مکان بہ آسانی مل سکا -

کتب خانہ اور دفتر کے سامان کا علی گڈہ کو منتقل کرنا اور از سر نو دفتر کی شکل مین مرتب کرنا کوئی آسان کام نہ تھا - کئی مہینے اس کام میں صرف ہوئے اور حقیقت ہے کہ اگست سنہ ۱۹۴۹ع سے مئی سنہ ۱۹۵۰ع تك جب اراکین انجمن کا پہلا جلسہ عام منعقد ہوا' انجمن کے دفتر کی جدید تنظیم برسر کار نہ آسکی - اس طرح گویا ابتدائی ۸ ماہ کو وضع کرنے کے بعد ہی ہم بقیہ ۱۵ مہینوں کی روئیداد پیش کرسکتے ہیں -

گذشتہ ۱۵ مہینے

انجمن کے کام کی جو روئیداد اب پیش کی جارہی ہے یہہ درحقیقت مئی سنہ ۱۹۵۰ سے اگست سنہ ۱۹۵۱ تك ۱۵ مہینوں کی روئیداد ہے - جب کہ ابتدائی مشکلات اور رکاوٹوں کو دور کر کے ہم اپنے پروگرام کا پہلا (اور ایك حد تك نا مکمل) خاکہ تیار کرسکے - ہمارے نئے پروگرام پر جو کچھہ عمل ہوسکا وہ ان ہی ۱۵ مہینوں میں ہوسکا -

اب جب کہ اتنے عرصہ ہم کام کرتے رہے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کام کی ایک روئیداد شائع کردی جائے۔ جنرل سکریٹری کی یہہ رپورٹ بڑی حد تک ذاتی حیثیت سے میری رپورٹ ہے - انجمن کے جلسون میں دفتر کی کار گذاری کے متعلق میرے مختصر نوٹ وقتاً فوقتاً پیش ہوتے رہے ہیں، لیکن اس قدرے طویل رپورٹ کے اندراجات کا تنہا میں ذمہ دار ہون۔ اگر میں اس رپورٹ کو انجمن سے منظور کراتا تو مجھے سالانہ جلسہ عام تک انتظار کرنا پڑتا اور اس کی اشاعت میں اور زیادہ تاخیر ہوجاتی۔

سالانہ جلسہ کا انتظار کئے بغیر اس رپورٹ کو جلد شایع کردینے کا ایک سبب یہہ بھی ہے کہ بعض گوشون میں انجمن کی کارکردگی کے متعلق سوالات کئے جارہے ہیں اور بعض حضرات نے حالات سے واقف ہوئے بغیر تعریض کا پہلو بھی اختیار کرلیا ہے۔ میں کسی اخباری بحث میں الجھنا نہیں چاہتا، لیکن یہہ بھی نہیں چاہتا کہ میری یا انجمن کی خاموشی کے غلط معنے سمجھے جائیں۔ چنانچہ عرض حقیقت حال بیان کرنے کے لئے میں ابتدائی دور کے ۱۵ مہینون کی جدوجہد کا یہہ ایک خاکہ پیش کرتا ہون۔

نئی تشکیل

انجمن کے اغراض ومقاصد اور اس کے اراکین کی ایک

فہرست اس رپورٹ میں شامل ہے لیکن بعض امور کی کسی قدر توضیح مناسب ہوگی۔

اراکین انجمن کی تعداد اب جدید قواعد کے تحت پہلے سے کچھہ زیادہ ہوگئی ہے، یعنی اب یہہ تعداد کم از کم ۳۰ اور زیادہ سے زیادہ ۴۰ ہے۔لیکن ممبران کے انتخاب کا طریقہ اب بھی وہی رکھا گیا ہے جو پہلے سے جاری تھا۔ اگر اس طریقہ انتخاب میں ممبران کی اکثریت کوئی ترمیم کرنا چاہے تو کرسکتی ہے ۔ صدر یا سکریٹری کے اختیارات سے یہہ بات بالاتر ہے۔ انجمن کی مجلس عاملہ میں ہر مکتب خیال کے نمائندے موجود ہیں اور میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ سب یہہ چاہتے ہیں کہ انجمن کی تشکیل پوری طرح نمائندہ ہو، اسی لئے ممبران کی تعداد ۴۰ مقرر کی گئی ہے تاکہ انجمن کا دروازہ ہر مکتب خیال اور ملک کے ہر گوشہ کے حامیان اردو کے لئے کھلا رہے۔ قطع نظر فرقہ یا گروہ یاسیاسی عقاید کے کسی امتیاز کے ہم اردو زبان کی خدمت کے میدان میں ہر جماعت سے تعاون کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر جماعت ہم سے تعاون کرے۔ اسی لئے، اب انجمن کے رکنیت کو پھیلایا جارہا ہے اور مقاصد میں بھی اتنی وسعت پیدا کی گئی ہے کہ ملک کی آزادی کے اس جدید دور میں ہم وقت کے تمام تقاضوں کو پورا کرسکیں۔

مقاصد - دو شعبے

جہاں تک مقاصد کا تعلق ہے ہم نے قدیم انجمن کے
اغراض و مقاصد کو بڑی حد تک بدستور قایم رکھا ہے
البتہ آردو زبان کی اشاعت کے بعض نئے گوشون کو بھی
اپنے پروگرام مین داخل کرلیا ہے آردو زبان کے متعلق
ہمارا بنیادی عقیدہ یہہ ہے کہ آردو ہندستان کے مشترکہ
کلچر کی پیداوار ہے اور جب تک ہندستان کی سیکولر
حکومت مشترکہ تہذیب کے تصورات کو اپنا رہنما بنائے گی
آردو زبان اپنے مقام سے ہٹائی نہیں جاسکتی - یہہ بھی
ہمارا عقیدہ ہے کہ آردو کی قدیم شاعری اور آس کا ادب
ایسی تہذیبی روایات کا حامل ہے جن سے قطع تعلق کرکے
جدید ادب کی تعمیر ناممکن ہے، ہمارے ادب کی قدیم بنیادین
ہی جدید ادب کی بنیاد ہوسکتی ہیں۔ گذشتہ نصف صدی میں
انجمن کی جدوجہد دوشعبوں میں تقسیم رہی - اولا مطبوعات
اور دویم ترویج و تحفظ - پہلے شعبہ میں انجمن نے بجا طور
سے قدیم ادب کے نوادر اور جدید علوم کی کتابیں شایع کرنے
پر زور دیا - دوسرے شعبہ میں آس نے اصلاح زبان اور
مقاصد کی نشر و اشاعت کا کام جاری رکھا - لیکن دس سال
پہلے تک حالات ایسے نہ تھے کہ دوسرے شعبہ کے کام کو
زیادہ پھیلانے، زبان کے پروپیگنڈے کو وسیع کرنے
اور مخالف حالات میں آردو زبان کے تحفظ کی زیادہ موثر

تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت محسوس کی جاتی۔ لیکن جب یہہ ضرورت محسوس کی گئی تو دوسرے شعبہ کی اھمیت پہلے شعبہ سے بھی کچھہ زیادہ ھوگئی اور اسی لئے اب ھم شاخوں کی ایک وسیع تنظیم کے ذریعہ اس کام کے لئے بھی تیار ھورھے ھیں۔

غلط فہمیاں

انجمن کے جو مقاصد اُس کے قواعد و ضوابط میں پیش کئے گئے ھیں اُن کی نسبت بعض حلقوں مین یا تو ناواقفیت کی بنا پر یا شخصی تعصبات کی وجہ سے بعض غلط فہمیان پھیلائی گئی ھین۔ مثلاً دفعہ ۲ کی ضمن (الف) میں انجمن نے اپنا یہہ مقصد قرار دیا ھے کہ وہ اُردو زبان اور ادب کی ترقی اور پرورش بھی کرے گی اور اُس کی زیادہ سادہ صورت یعنی ھندستانی کو بھی ھر دل عزیز بنائے گی، اس مقصد کی بنیاد ھمارا یہہ تصور ھے کہ اُردو اور ھندستانی دو مختلف زبانین نہیں ھیں بلکہ ایک ھی زبان کی دو صورتیں ھیں۔ ایک علمی اور ایک عوامی، اُردو کی زیادہ آسان اور عام فہم صورت کے لئے یہہ نام مہاتما گاندھی نے تجویز کیا تھا اور ایک سمجھوتہ کی بنیاد پر جس پر ڈاکٹر راجندر پرشاد اور مولوی عبدالحق صاحب نے دستخط کئے تھے۔ یہہ نام اس شرط کے ساتھہ قبول کرلیا گیا تھا کہ اُردو کی یہہ زیادہ عام فہم صورت دیوناگری اور اُردو دونون

رسم الخط مین لکھی جائینگی - افسوس ھے کہ ھندستان کی آزادی کے بعد بہت سے قومی مسائل میں جو انتشار پیدا ھوا وھی زبان کے مسئلہ میں بھی سامنے آیا اور جو لوگ مہاتما گاندھی کے نام کی سند لیکر "ھندستانی" کو قومی زبان کی حیثیت سے پیش کر رھے تھے آن مین سے بھی بعض نے آردو کی آسان شکل کو اتنا بگاڑ دیا کہ وہ بجائے خود عوام کے لئے مشکل ھو گئی اور دونوں لکھاوٹوں کی شرط بھی منسوخ کر دی گئی - ھندی کے حامیوں نے تو اس نام کا زبان پر لانا ھی گناہ سمجھہ لیا اور چونکہ دستور کی فہرست میں یہہ نام نہیں آیا ھے اس لئے "ھندستانی" کے پرچار کو دستور کی خلاف ورزی قرار دیدیا حالانکہ اگر وہ "ھندستانی" کی نوعیت کو نظر انداز نہ کرتے اور اس بات کو تسلیم کرتے کہ وہ بھی آردو زبان ھی کی ایک زیادہ آسان اور عام فہم شکل ھے تو پھر آن کا یہہ اعتراض بے بنیاد ھوتا کہ دستور کی فہرست میں آردو شامل ھے اور ھندستانی شامل نہیں۔

حقیقت یہہ ھے کہ جو لوگ آردو کو زیادہ عام فہم اور ھر دل عزیز بنانا چاھتے ھیں وہ آردو میں عوام کی زبان کے ایسے الفاظ کا اضافہ جائز اور مناسب سمجھتے ھین جو زیادہ عام فہم ھیں اور جن کا چلن زیادہ ھے اور جن کو آردو ادب کے ابتدائی دور میں اھل قلم اور شعراء نے

استعمال بھی کیا ہے - اگر جدید ہندی کے حامیوں کی
تقلید کرتے ہوئے کچھہ لوگ اردو میں سنسکرت کے
الفاظ شامل کر کے اسے "ہندستانی" کہتے ہیں تو یہہ
تصور بالکل غلط ہے جس طرح یہہ تصور غلط ہے کہ
سنسکرت کی بے تکان آمیزش سے ایسی زبان بنائی جائے
جو ہندی کے نام سے عوام کے سر تھوپی جا سکے - آج
سے سو ڈیڑھ سو برس پہلے بھی ہندستانی کا نام اردو کے
ہم معنی استعمال ہوتا رہا ہے اور آج بھی اس کو اس
طرح استعمال کرنے میں کسی اعتراض کی گنجایش نہیں
انجمن کے مقاصد میں "ہندستانی" کا مفہوم سوائے اس
کے کچھہ نہیں کہ وہ اردو کی آسان اور زیادہ عام فہم صورت
ہے - اس حقیقت سے تو اردو زبان کے کسی حامی کو
انکار نہ ہوگا کہ اردو جس قدر زیادہ عام فہم ہوگی اتناھی
اس کا دائرہ وسیع ہوگا - مقاصد کی ضمن (ب) میں ایک
مقصد یہہ بھی متعین کیا گیا ہے کہ اردو ادب کو ناگری
اور رومن رسم الخط میں بھی شائع کیا جائے " تاکہ اردو
زبان ہندستان کی قومی زبان کے ارتقا میں اپنا حصہ لے
سکے" اردو زبان کی توسیع کا یہہ ایک پہلو ہے جس کو
نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور جس پر معترضین کو سنجیدگی
کے ساتھہ غور کرنا چاہئے - جو لوگ ملک کے حالات سے
واقف ہیں انہیں معلوم ہے کہ اس ملک کی آبادی میں

لاکھوں اور کڑوروں ایسے باشندے بھی ھیں جن کی مادری زبان تو اُردو نہیں ھے لیکن وہ اُردو سے متاثر ھوئے ھیں، اُسے پسند کرتے ھین اور اُس کے ادب سے لطف اندوز ھونا چاھتے ھیں - وہ خود اُردو بولتے ھیں اور سمجھہ لیتے ھیں، لیکن لکھہ پڑھہ نہیں سکتے ایسے لوگوں کو اُردو ادب سے زیادہ قریب لانے اور اُردو ادب کو اُن تك پہنچانے کا ایك ھی ذریعہ ھوسکتا ھے کہ اُن ھی کے رسم الخط میں اُردو کا ادب منتقل کیا جائے اور اسطرح جہاں ھم اُردو مدارس و مکاتب کے ذریعہ سے کام نہیں کرسکتے وھاں اپنی زبان کو دوسروں کے رسم الخط میں پیش کرکے ھر دل عزیز بنائیں - چند روز ھوئے غالب کا دیوان گجراتی زبان میں شایع ھوا ھے اور اسی طرح اُردو کی معتدد کتابین دوسری زبان کے رسم الخط میں منتقل ھوچکی ھیں اس لئے انجمن کے مقاصد مین اس مقصد کو شریك کرنا کوئی بدعت یا جدت نہیں ھے - اُردو زبان سے محبت رکھنے والا کوئی شخص بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ ملك کے دوسرے صوبوں اور خصوصاً جنوبی ھند کے لوگوں کو اُردو زبان سے مانوس کرنے کے لئے ھمیں ضروری تدابیر اختیار کرنی چاھئیں لہذا انجمن نے اس اصول کو تسلیم کرلیا ھے کہ ایك طرف تو اُردو اپنی اصلی شکل میں ترقی کرے اور دوسری طرف اُن لوگوں میں

بھی جن کی مادری زبان آردو نہیں ھے کسی نہ کسی طرح
آس کی اشاعت کی جائے۔ انجمن نے یہہ بھی طے کیا ھے کہ
آردو زبان میں دوسری ھندستانی زبانوں کے ادب کو منتقل
کیا جائے تاکہ ھمارے اور ملک کی مختلف زبانوں کے درمیان
جو اجنبیت ھے وہ کم ھو سکے۔ ایک سیکولر حکومت کے تحت
ملک میں مشترکہ زندگی کی (جس کا ایک نتیجہ آردو زبان
بھی ھے) بنیادیں مضبوط کرنے کے لئے اور تہذیبی
اشتراک کے راستے کھولنے کے لئے ضروری ھے کہ ملک کی
مختلف زبانوں کا ادب ایک دوسرے سے زیادہ قریب ھو
اور ھم سمجھتے ھیں کہ آس کی ایک موثر صورت یہہ بھی
ھے کہ مختلف زبانوں میں آن کے ادب کا تبادلہ کیا جائے
انجمن نے وقت کے ان اھم مصالح کو پیش نظر رکھہ کر
اپنے مقاصد کی فہرست مرتب کی ھے اور آس پر اگر
بعض حلقوں میں کوئی اعتراض کیا جاتا ھے تو ھم معترضین
سے التجا کریں گے کہ وہ ٹھنڈے دل سے آن مصالح پر
غور کریں جن کی بنا پر انجمن نے اپنے مقاصد کے بعض
گوشوں کو وسیع کرنا ضروری سمجھا۔ آردو زبان کی
خدمت اور حفاظت ھمارا نصب العین ھے اور آسی کی
زیادہ سے زیادہ ترقی کے لئے ھم یہہ نئی راھیں پیدا کرنا
چاھتے ھیں۔ انجمن کا راستہ بالکل سیدھا ھے اور آس
میں کہیں ایسا پیچ و خم نہیں جس کی نسبت بدگمانی کو
راہ دی جائے۔

اراکین کے عام جلسے

اس دوران میں اراکین کے (۳) جلسے منعقد ہوئے جن میں قواعد و ضوابط کے علاوہ دو سال کے بجٹ منظور کئے گئے ان جلسوں کے وقت باہر کے ممبران کو علی گڈھ آکر مرکزی دفتر کے حالات سے واقف ہونے کا اور آپس میں تبادلہ خیال کرنے کا جو موقعہ ملتا ہے اس کے فایدوں سے قطع نظر نہیں کی جا سکتی۔

عاملہ کے جلسے

عاملہ کے (۴) جلسے منعقد ہوئے جن میں علاوہ ھنگامی اور دفتری کاموں کے، شاخوں اور ملازمین کے متعلق ضمنی قواعد و ضوابط مرتب کئے گئے۔ ابھی کچھہ ضمنی قواعد و ضوابط مرتب کرنے باقی ھیں لیکن اس وقت تو روز کے کام کی تنظیم کے لئے ہم نے ضروری قواعد بنائے ھیں۔ اکثر صوبوں کے شاخوں کی یہہ خواھش ھے کہ شاخوں کے قواعد پر نظر ثانی کی جائے اور خود میری بھی یہہ رائے ھے کہ انجمن کی تنظیم کو زیادہ موثر بنانے کے لئے ان قواعد پر نظر ثانی کی ضرورت ھے۔ چنانچہ یہہ مسئلہ عنقریب مجلس عاملہ کے سامنے رکھا جایگا۔

ضمنی کمیٹیاں

اس وقت انجمن کی دو ضمنی کمیٹیاں کام کر رھی ھیں ایک مالی کمیٹی جو مالی معاملات کی نگرانی کرتی ھے اور

بجٹ تیار کرتی ہے اور ایک ادبی کمیٹی جو اشاعت کے لئے
کتابوں کا انتخاب کرتی ہے۔ اس وقت تک مالی کمیٹی
کے (٣) اور ادبی کمیٹی کے (٢) جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔
ادبی کمیٹی کے ممبران نے انجمن کی مطبوعات کا جو پروگرام
بنایا ہے اس میں چند اصول پیش نظر رکھے ہیں۔ اول
یہہ کہ انجمن کی مطبوعات کا جو علمی اور ادبی معیار اب
تک قایم رہا ہے اس کو قایم رکھا جائے۔ دویم یہہ کہ
زمانہ کی ضروریات کا لحاظ کر کے ایسی عام فہم اور
مفید کتابیں زیادہ شایع کی جائیں جن سے قومی اور علمی
مسایل کے متعلق عوام کی معلومات میں اضافہ ہو، سویم
یہہ کہ اردو ادب کے ہر مکتب خیال کی بہترین تصانیف
اور تالیفات شایع کی جائیں یعنی قدیم اور جدید ادب
دونوں کے بہترین نمونے پیش کئے جائیں چہارم یہہ کہ
"ادب لطیف" کی ایسی کتابیں بھی شایع کی جائیں جن
میں فلسفہ زندگی کے کسی پہلو پر روشنی پڑتی ہو۔
پنجم۔ یہہ کہ مشاہیر کی سوانح عمریاں بھی اس نقط نظر
کے تحت لکھوائی جائیں کہ ان سے شخصی اخلاقیات اور
ملکی حالات کی وضاحت ہو سکے۔ علوم سائینس اور لسانیات
کے متعلق بھی کمیٹی نے بہترین کتابوں کی اشاعت کا
انتظام شروع کر دیا ہے۔

مطبوعات

اس وقت تک گذشتہ ١٥ ماہ میں جو کتابیں شایع کی

جا چکی ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) "پرچھائیں" مصنفہ شری آصف علی صاحب گورنر اڑیسہ، ادب لطیف میں ایک مفکرانہ اور فلسفیانہ اور جدید طرز نگارش کا نادر نمونہ ہے، جس کی اشاعت سے ہمارا مقصد یہہ دکھانا ہے کہ آردو زبان کے ادب لطیف میں بھی زندگی کے کتنے گہرے فلسفیانہ مسائل بہت دلچسپ انداز میں پیش کئے جاسکتے ہیں۔ یہہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ جدید آردو ادب میں "پرچھائیں" اپنے رنگ کی ایک ہی کتاب ہے۔ زبان کے اعتبار سے بھی یہہ کتاب دہلی کی ستھری زبان کا بہت اچھا نمونہ ہے اور میں مطمئن ہوں کہ انجمن کے نئے دور کی یہہ پہلی کتاب بلحاظ طباعت و تیاری بھی بہت شاندار ہے اور انجمن کی مطبوعات کا ایک بلند معیار قایم کرتی ہے۔

(۲) "مشترکہ زبان" مہاتما گاندی کی آن تحریروں کا ایک انتخاب ہے جن سے قومی زبان کے متعلق مہاتماجی کے خیالات واضح ہوتے ہیں۔ اس وقت جب کہ ہمارے بڑے بڑے نیتا مہاتماجی کی تعلیمات کو بھولتے جاتے ہیں۔ آردو زبان میں ان تحریروں کے ضروری اقتباسات کو یکجا پیش کردینا ضروری تھا۔ تاکہ جو لوگ زبان کے مسئلہ میں اپنے خیالات اور جذبات کا توازن کھو بیٹھے ہیں ان کو مہاتماجی کی یہہ باتیں بھی کبھی کبھی یاد آتی رہیں۔

(۳) "حیات سرسید" سید احمد خاں مرحوم کی زندگی اور آن کی تعلیمی جدو جہد کا مختصر مگر جامع خاکہ

ھے - جسے نورالرحمن صاحب بی اے نے مرتب کیا ھے یہہ کتاب مدارس کے لئے اور نوجوان طلبا کے مطالعہ کے لئے بہت موزوں ھے - سرسید مرحوم کے متعلق انجمن کی طرف سے کسی ایسی کتاب کا شایع ھونا اس لئے بھی ھر طرح موزوں تھا کہ سرسید آردو زبان کے اھل قلم میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ھیں اور آن کی اس خصوصیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ آنھوں نے زبان کی قدیم آرایشوں سے ھٹ کر آردو کی آسان اور سلیس نثر کا ایک خاص انداز پیدا کیا جس سے آردو کی اشاعت اور ترویج مین بہت آسانی ھوگئی اور ھماری زبان زیادہ عام فہم بن گئی انجمن کے ایک بنیادی مقصد سے سرسید مرحوم کا یہہ جدید انداز تحریر بہت زیاد ھم اھنگ ھے -

(۴) "یادگار حالی" کو بیگم صالحہ عابد حسین نے مرتب کیا ھے - موصوفہ خود مولانا حالی مرحوم سے بہت قریب کا خاندانی تعلق رکھتی ھیں اور اس لئے مرحوم کے کردار کی روایتی خوبیوں سے اچھی طرح واقف ھیں موصوفہ نے بہت سادہ اور سلیس زبان مین (جو خود حضرت حالی کی زبان تھی) اس کتاب کو مرتب کیا ھے اور ادب کے ناقدوں کا یہہ خیال ھے کہ آردو ادب میں زبان اور ترتیب مضامین کے اعتبار سے علامہ حالی کی یہہ مختصر مگر جامع سوانح عمری اس قابل ھے کہ ھمارے ملک

کے نوجوان کے ہاتھوں میں جائے ہر اعتبار سے میری رائے یہہ ہے کہ اس کتاب کو دیوناگری رسم الخط میں بھی شایع ہونا چاہئے۔ تاکہ اردو کے سب سے بڑے اخلاق اور اصلاحی شاعر کے افکار سے آن لوگوں کو بھی آشنا کیا جائے جو اردو رسم الخط نہیں پڑہ سکتے۔

(۵) "**حیات اجمل**" میری قلمی کاوش ہے جس کا مسودہ تقریباً دو ہزار صفحات پر مرتب ہوا تھا۔ لیکن بعد کو اس خیال سے کہ طباعت کے اخراجات کم کئے جائین اور کتاب کی قیمت زیادہ نہ ہو اس مسودہ کو کم کر کے تقریباً چھہ سو صفحات میں محدود کیا گیا۔ اور تو مین کچھہ نہیں کہہ سکتا لیکن اتنی بات عرض کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں کہ مین نے مسیح الملك کے زمانہ کی سیاسی تاریخ کے پس منظر میں مرحوم ومغفور کی مصروف زندگی کو اسطرح پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ پڑھنے والے ان کے کردار میں اس زمانہ کی سیاست اور آس زمانہ کے سیاسی مرقع مین مرحوم کے اعلی کردار کا عکس دیکھہ سکین۔ ان دونوں کے اشتراك کے بغیر یہہ تصویر مکمل نہ ہوسکتی۔

(۶) "**مذهب اور دهرم**" بھی مہاتما گاندھی کی آن تحریروں کا انتخاب ہے جس میں ہندو مسلم اتحاد اور مذہب کے متعلق مہاتماجی کے تصورات نمایاں ہوتے ہین۔ اس وقت جب کہ ہمارے ملك کے دستور مین ایك مشترکہ کلچر کا تصور پیش کیا گیا ہے اور اس کے خلاف

بھی ایک مکتب خیال اپنے نظریات پیش کر رہا ہے۔ مذہب کے متعلق جو کچھہ گاندھی جی سوچتے تھے اسکا بھی پیش کر دینا ضروری تھا۔ جو لوگ ادنے تعصبات سے قطع نظر کر کے ملک کے ایک مشترکہ کلچر کے حامی ہیں اُنہوں نے اس کتاب کو بہت پسند کیا ہے۔ اُردو زبان کے ادب میں جو خود ایک مشترکہ کلچر کی علمبردار ہے اس قسم کی کتاب کا اضافہ وقت کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کرنا ہے۔

(۷) **"ایک مشرقی کتب خانہ"** ایک دلچسپ انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے جس کے مترجم حیدر آباد کے مشہور اہل قلم مبازرالدین رفعت صاحب ہیں۔ یہہ کتاب خدا بخش خاں لائبریری پٹنہ پر ایک ادبی انداز کا بہت دلچسپ تبصرہ ہے جس سے نہ صرف اُس عظیم‌الشان کتب خانہ کی خصوصیات واضح ہوتی ہیں بلکہ پڑھنے والے کے ادبی اور علمی ذوق کو بھی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

نفسیات افواہ

مرتب پروفیسر معتضد ولی الرحمن مرحوم۔ نفسیات کے ایک دلچسپ پہلو کا گہرا مطالعہ ہے علمی دنیا میں مرحوم پروفیسر کا نام کافی مشہور ہے اور امید بیجا نہیں کہ اُن کی یہہ یادگار ارباب ذوق کے حلقوں میں بہت پسند کی جائیگی۔

جو کتابیں تقریباً تیار اور عنقریب شایع ہو جائینگی اُن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:-

"**قومی اور ادبی تذکرے**" پنڈت کشن پرشاد کول صاحب کے مضامین کا ایک مجموعہ ھے۔ جس میں مختلف موضوعات پر پنڈت صاحب کے افکار کو یکجا کیا گیا ھے موصوف آردو زبان کے ایک کہنہ مشق اور مشہور ادیب ھیں اور ھماری انجمن کے رکن بھی ھیں۔ ان کے قلم سے قومی اور ادبی تذکرے اس لئے بھی دلچسپ ھونے چاھئیں کہ پنڈت صاحب آردو زبان کے اھل قلم اور ادیبوں میں قدیم ادب اور افکار کے ممتاز نمایندے ھیں اور آنھوں نے اپنی ساری عمر صحافت اور آردو زبان کی خدمت میں گذار دی ھے۔

"**کچھہ زر کی بابت**" مرتبہ پروفیسر ابوسالم ایم۔اے آن علمی کتابوں میں سے ایک ھے جسکا انجمن ایک پورا سلسلہ شایع کرنا چاھتی ھے تاکہ معاشی اور سماجی مسایل کے متعلق آردو پڑھنے والے عوام صحیح معلومات حاصل کرسکیں۔ پروفیسر ابوسالم اپنے موضوع کے ماھر ھیں اور آن کی یہہ کتاب آسان زبان میں اسی لئے لکھی گئی ھے کہ زیادہ عام فہم ھو، دوسرے موضوعات پر اس سلسلہ کی کتابیں ھم ممتاز ماھرین سے لکھوا رھے ھیں۔

"**ترقی پسند ادب**" کے متعلق بھی ھم نے سردار جعفری صاحب سے جو ھندستان کی انجمن ترقی پسند مصنفین کے سکریٹری ھیں ایک ایسی کتاب لکھوائی ھے جس سے پڑھنے والے کو اس بات کا صحیح اندازہ ھوسکے کہ ترقی

پسند ادب کیا چیز ھے اور کن حالات نے ادب کے ان رجحانات کو پرورش کیا ھے اور کس سمت میں وہ بڑھ رھے ھیں - ترقی پسند ادب کی اصطلاح ھمارے ادیبوں کے ایک حلقہ میں بہت بحث طلب موضوع بن گئی ھے - اس لئے ضرورت تھی کہ ایک سنجیدہ اور معلومات میں اضافہ کرنے والی کتاب اس موضوع پر بھی پیش کی جاتی-

جن کتابوں کے مسودات اس وقت تیار ھین اور جن کی طباعت عنقریب شروع ہونے والی ھے آن میں ایک نمایاں کتاب

(۱) خان بہادر ظفر حسین خاں کا ترجمہ ھے جو آنہوں نے Hocking کی کتاب Types of philasophy کا کیا ھے - ترجمہ مکمل ھوچکا ھے اور ادبی کمیٹی بھی آسے منظور کرچکی ھے - جدید فلسفہ پر یہہ کتاب بہت اونچے درجہ کی کتاب ھے -

(۲) اسلامی فن تعمیر کے متعلق مبارزالدین رفعت صاحب نے ایک مستند اور دلچسپ کتاب کا ترجمہ تیار کیا ھے جسے ادبی کمیٹی نے منظور کرلیا ھے اور اب آس پر نظر ثانی کی جارھی ھے -

(۳) صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد کی ھندی کتاب " باپو کے قدموں میں " گاندھی جی کے سیاسی فلسفہ اور ستیہ گرہ کی تاریخ اور خود ڈاکٹر راجندر پرشاد کی سیاسی زندگی کا ایک بہت صحیح خاکہ ھے جسکو

اب انجمن نے آردو زبان میں منتقل کرایا ھے اور امید ھے کہ وہ اس سال کے آخر تک شایع ھوجائیگی ۔

(۴) علی گڈھ میگزین کے غالب نمبر کو انجمن نے دوبارہ شایع کرنے کا فیصلہ کیا ھے اور مسلم یونیورسٹی نے ایسا کرنے کی اجازت بھی دیدی ھے ۔ اس غالب نمبر کے متعلق غالب کے لڑیچر کے ممتاز ماھرین کی راے ھے کہ اس سے بہتر کسی رسالہ کا کوئی خاص نمبر غالب کے متعلق شایع نہیں ھوا اس وقت اس نمبر کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ھوتا اور ملک کے ھر گوشہ سے اسکی مانگ ھے اس لئے انجمن نے اسکو نظر ثانی اور مزید اضافہ کے بعد شایع کرنے کا انتظام کیا ھے ۔ حسب ذیل مسودات پر اس وقت ادبی کمیٹی غور کر رھی ھے :-

(۱) ڈاکٹر محمد عزیز کی کتاب "غیر اسلامی مذاھب کی اشاعت میں آردو کا حصہ" بہت دلچسپ تاریخی اور علمی کوشش ھے اور غالباً اپنی قسم کی پہلی کتاب ھے جو آردو زبان میں شایع ھوگی اسی طرح ۔

(۲) ڈاکٹر جعفر حسین صاحب کی کتاب "اطلاقی سماجیات" جو آردو زبان میں اپنی اھمیت کے اعتبار سے ایک بلند پایہ تصنیف ھے اس پر بھی ادبی کمیٹی غور کر رھی ھے

ان کے علاوہ بھی دیوناگری رسم الخط میں آردو کی حسب ذیل کتابوں کے شایع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ھے

(۱) مختصر سوانح عمری اشوک

(۲) حالی کی مناجات بیوہ
(۳) نظیر اکبر ابادی کی نظموں کا ایک اقتباس
(۴) مثنوی گلزار نسیم
(۵) رتن ناتھہ سرشار کے فسانہ آزاد کے اقتباسات

یہہ ہماری مطبوعات کا موجودہ پروگرام ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اسکا بڑا حصہ سال رواں کے ختم ہونے سے پہلے مکمل ہوجائے۔

گذشتہ سال ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ایک مختصر مگر جامع آردو ہندی ڈکشنری مرتب کر کے بہت جلد شایع کردی جائے تاکہ آردو پڑھنے والے لوگ ہندی کے رایج الوقت الفاظ اسانی سے تلاش کرسکیں۔ بہت محنت اور کوشش سے دس ہزار الفاظ کا یہہ مسودہ تیار کرایا گیا اور اسکو مکمل ہونے میں بہی ایک سال لگ گیا لیکن اول تو ادبی کمیٹی نے بجا طور پر انتہای احتیاط سے کام لیکر بار بار اس پر نظرثانی کرائی اور دوسرے ہم چاہتے تھے آسکی طباعت بہت اعلی درجہ کی ہو جس کے لئے کافی روپیہ کی ضرورت تھی اسی لئے اسکو پریس کے حوالے کرنے میں تاخیر ہوتی رہی۔ اب امید ہے اس کام میں مزید تاخیر نہ ہوگی اور آیندہ سال کے شروع میں ہم یہہ ڈکشنری بازار میں لاسکین گے۔ اسی کے ساتھہ آردو تلمیحات کی ایک ڈکشنری مرتب کرانے کا

انتظام کیا جارہا ہے اور ایک ممتاز ماہر فن سے اسکے متعلق مشورہ کیا جارہا ہے۔

مندرجہ بالا سطور سے اور کتابوں کی فہرستوں سے جو مین نے پیش کی ہین ادبی کمیٹی کی وسعت نظر کا اندازہ ہوسکے گا۔ اس وقت تک جو کتابین شایع ہوچکی ہیں صرف آن ہی کو کمیٹی کے پروگرام کا نمونہ قرار دیکر تنقید کرنا صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کمیٹی کے پروگرام کا ایک گوشہ بھی ابھی پوری طور پر سامنے نہیں ایا ہے۔ ابھی صرف ۱۰ ماہ کی کارکردگی کے بعد یہہ اعتراض کرنا کہ فلاں مضمون کی کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی یا فلاں موضوع کو نظر انداز کردیا گیا بہت قبل از وقت ہے جو لوگ انجمن اور آس کی ادبی کمیٹی کے کام کو تنقید کی نظر سے دیکھہ رہے ہیں آنہیں اپنی رائے کے ظاہر کرنے میں عجلت نہ کرنی چاہئے۔ بلکہ چند روز انتظار کر کے دیکھنا چاہئے کہ انجمن جیسا کہ چاہئے اپنی مطبوعات اور اشاعتون کا میدان رفتہ رفتہ وسیع کرتی ہے یا نہیں۔

بجٹ

پھر اس کے ساتھہ اس بات کو بھول نہ جانا چاہئے کہ انجمن کے مالی وسائل اب پہلے کے مقابلہ مین بہت کم ہوگئے ہیں۔ گذشتہ دور میں انجمن کی آمدنی کا اوسط

ایك لاکھه تھا لیکن اس وقت (جیسا که منسلکه بجٹ کے دیکھنے سے معلوم ھو گا) لے دے کر ھماری سالانه آمدنی کا اوسط ۶۰ ھزار روپیه ھے اور اسکی نسبت بھی کہا نہیں جا سکتا که وه کب تك جاری رھیگی بہر حال ھمارے بجٹ پر گہری نظر ڈالنے کے بعد ھی اس بات کا اندازه ھو سکتا ھے که انجمن نے مالی وسایل کی کمی کے باوجود چند ماه کے اندر کتنا کام کیا ھے۔ ۱۹۵۰-۵۱ ع کا گوشواره اور ۱۹۵۱-۵۲ ع کا بجٹ ان اوراق میں شامل کر دیا گیا ھے تا که انجمن کے مالی حالات کی ایك صحیح تصویر سامنے آجائے۔ جہاں تك آمدنی کا تعلق ھے ۔ حکومت هند اور حیدرآباد کے عطیات اور حیدرآباد اسٹیٹ بنك کے حصص کے منافع کے سوا آمدنی کی کوئی مستقل مد ھمارے بجٹ میں نہیں ھے ۔ حیدرآباد کا عطیه بقدر ۶۰ فی صدی کم کر دیا گیا ھے اور اب ۵۰ ھزار کے بجائے جو تقسیم سے پہلے انجمن کو ملا کرتا تھا اب صرف ۲۰ ھزار ملتا ھے۔ شروع ھی سے ھم نے کتابوں کی اشاعت پر زور اس لئے دیا تھا که اس شعبه کا منافع انجمن کی آمدنی کا ایك مستقل ذریعه بن سکتا ھے ۔ لیکن یهه توقع ابھی تك پوری نہیں ھوئی اس کا ایك بڑا سبب تو یهه ھے که انجمن کی پچھلی مطبوعات کا کوئی ذخیره ھمارے قبضه میں نہیں ۔ انجمن کی شائع کی ھوئی تقریباً (۲۵۰)

کتابوں میں سے ایک بھی ہمارے پاس نہیں - اس کی وجہ بظاہر ایک معاہدہ ہے جو ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے پنجاب کی ایک فرم سے کیا تھا اور جس کی وجہ سے ہمارے لئے، قانونی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں - میں اس مسئلہ کی تفصیلات پیش نہیں کر سکتا اس لئے کہ بہت ممکن ہے کہ یہہ معاملہ عدالت کے سامنے جائے لیکن اس وقت انجمن کے پاس اس کی شائع کی ہوئی کوئی کتاب نہیں ہے سوائے ان کتابوں کے جو نئے دور میں ہم نے شائع کی ہیں - اس شعبہ کی آمدنی کے کسی مستقل ذریعہ کا ابھی تک نہ پیدا ہونا اس صورت حال پر بھی مبنی ہے جو ہندوستان کی تقسیم کے بعد اردو زبان کے متعلق پیدا ہوگئی ہے - تقسیم کے بعد اردو کی کتابوں کا بازار بہت مندا ہوگیا اور پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم ہوگئی- علاوہ برین ہندستان اور پاکستان کے درمیان کتابوں کی تجارت کے راستے فی الوقت بند ہین - اس شعبہ میں مستقل آمدنی نہ ہونے کا تیسرا سبب یہہ بھی ہے کہ انجمن اردو کی نصابی کتابین بہ کثرت شایع کرتی تھی اور اس کام مین منافع بھی زیادہ تھا لیکن اب یہہ سلسلہ بالکل بند ہو گیا اور موجودہ حالات میں اسے جاری کرنے کی ہمت نہیں ہوتی - اس لئے کہ

عام طور پر مدارس مین آردو کی تعلیم کا سلسلہ بند ہوتا جاتا ہے، اس کے علاوہ حیدرآباد میں جہاں انجمن کی نصابی کتابیں عام طور پر استعمال ہوتی ہیں اب آردو کی جگہ دوسری مقامی زبانین لے رہی ہین مختصر یہہ کہ مجھے اندیشہ ہے کہ جدید مطبوعات کو انجمن کی آمدنی کا مستقل ذریعہ بنانا ابھی آسان نہیں ہے - جب تک کہ جدید مطبوعات کی تعداد کافی نہ ہو جائے اور پاکستان کے بازاروں سے تجارتی تعلقات قایم نہ ہو سکین -

لہذا ہمین اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہے کہ چندسال تک انجمن کی آمدنی ساٹھہ یا ستر ہزار روپیہ سالانا سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور یہہ رقم انجمن کے کاموں کے لئے بلا شبہہ ناکافی ہے -

اخراجات

اخراجات کی مدات میں سب سے بڑی دو مدات ہیں ایک مطبوعات (جس میں طباعت کے اخراجات اور اہل قلم کا معاوضہ بھی شامل ہے) اور ایک دفتری اخراجات (جس میں ملازمین کی تنخواہیں اور الاؤنس بھی شامل ہیں) مطبوعات کی مد میں ستمبر سنہ ۱۹۴۹ع سے اس وقت تک ہم تقریباً ۷۰ ہزار روپیہ صرف کرچکے ہیں اس

سرمایہ کا کوئی قابل ذکر منافع ہمین ابھی تک حاصل نہیں ہوا ہے - تنخواہوں اور الاؤنس کی مد میں گذشتہ سال کا بجٹ اس سال کم کر دیا گیا ہے - اس رقم میں سے اگر تقریباً ۵ ہزار روپیہ اور وضع کر دیا جائے جو مخطوطات کے کتب خانہ کی از سرنو تنظیم پر صرف کیا جارہا ہے تو تنخواہوں اور الاؤنس کی رقم پندرہ ہزار سے زیادہ نہیں رہتی اور یہہ انجمن کی تخمینی آمدنی کا تقریباً ۲۵ فی صدی ہے انجمن کے گذشتہ دور مین تنخواہوں اور الاؤنس کی مد میں اس سے کہیں زیادہ صرف کیا جاتا تھا گو یہہ سچ ہے کہ اس وقت انجمن کے ذریعہ آمدنی بھی زیادہ وسیع تھے اب حالات جسقدر بدل گئے ہیں اور گرانی جسقدر زیادہ ہوگئی ہے اس پر نظر کرتے ہوے ہمین دیکھنا چاہئے کہ ہمارے اخراجات کا توازن کیسا ہے - گذشتہ دور میں تنخواہوں وغیرہ کا اوسط ۲۰ ہزار سالانہ سے کم نہ تھا اب بھی تقریباً اتنا ہی ہے باوجود چوگنی گرانی کے ہم نے اس مد کے اخراجات کو کم رکھنے کی کوشش کی ہے دوسری مدات میں مثالاً کرایہ مکان پر گذشتہ دور میں دہلی کے دفتر کا کرایہ پانچ ہزار کے قریب تھا مگر اب ہم بمشکل ایک ہزار صرف کر رہے ہیں - اس طرح انجمن کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑ رہا ہے اور اس بات کو ہم کسی وقت بھی نہیں بھول سکتے کہ حکومت ہند اور حکومت حیدرآباد کی گرانٹ صرف

۳ سال کے لئے منظور ہوی تھی اور اب اس کی تجدید کا مسئلہ
حکومتوں کے زیر غور ہے۔ یہہ حقیقت بھی نظر انداز
نہیں کی جاسکتی کہ اس وقت کتابوں کی طباعت، کتابت
اور کاغذ کا خرچہ پہلے سے کئی گنا زیادہ ہے اور قدیم
دور میں اگر دو ہزار روپیہ میں ایک کتاب تیار ہو جاتی
تھی تو اب چار پانچ ہزار میں بھی مشکل سے تیار ہوتی ہے
اس لئے اگر جدید دور کی کتابوں کی تعداد گذشتہ دور
سے کم ہو تو اس کا سبب طباعت و کاغذ کی گرانی اور
انجمن کے موجودہ وسایل کی تنگی کو سمجھا جائے۔

دوکانیں

انجمن کی مطبوعات کی اشاعت کا ایک بڑا ذریعہ
حیدرآباد کا بازار ھی تھا جہاں اردو زبان کا بہت چرچا
تھا اور اردو کی ایک یونیورسٹی بھی موجود تھی اور
سرکاری زبان بھی اردو تھی اسی لئے انجمن نے وہاں
اپنی دو دوکانیں کھول رکھی تھیں اور ان دوکانوں سے
منافع بھی کافی ہو رہا تھا۔ لیکن ان دوکانوں کا انتظام
جن صاحب کے حوالہ کیا گیا تھا۔وہ انجمن کو ۱۹۴۷ع
سے دو تین سال پہلے کاروباری قرضہ ادا نہ
کر سکے اور ایک بڑی رقم انکے ذمہ عاید ہو گئی
تقسیم کے بعد ھی یہہ صاحب قرضہ ادا کئے بغیر
پاکستان چلے گئے اس لئے دوکانوں پر کسٹوڈین

نے قبضہ کرلیا ھے اور ھمین تقریباً دو سال تک قانونی کار روائیون مین اپنا وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑا تب کھین حال ھی مین دونون دکانون پر انجمن کا حق مالکانہ تسلیم کیا گیا اور اب وہ دکانین ھمارے قبضہ مین ھین آن کے کاروبار کا ایك عارضی انتظام کردیا گیا ھے لیکن ھم چاھتے ھین کہ جو کوئی مستقل طور پر ان دوکانون کا ٹھیکہ ھم سے لے وہ آس رقم کی ادائیگی کا بھی ذمہ دار ھو جو انجمن کو واجب ادا ھے دوکانون مین کتابون وغیرہ کا جو ذخیرہ ملا ھے وہ اس قرضہ کی ادائیگی کے لئے ناکافی معلوم ھوتا ھے - بھر حال مجھے امید ھے کہ ان دوکانون کا کاروبار اچھی طرح چلے گا اور چند سال ھی مین ھم اپنی بقایا رقم اس کاروبار سے وصول کرسکین گے - حیدر آباد کے مارکیٹ مین ان دو دوکانون کا انجمن کے قبضہ مین آجانا ھمارے مالی مسایل کا ایك امید افزا پھلو ضرور ھے -

عدالتی مقدمات

ابھی ھم انجمن کی جدید تنظیم شروع بھی نہ کرسکتے تھے کہ ھمین عدالتی مقدمہ بازی مین آلجھنا پڑا - یہہ ایك طویل اور آلجھی ھوئی داستان ھے - اور چونکہ مقدمہ عدالت مین ھے اس لئے مین آس کی تفصیلات کا ذکر نھین کرتا - صرف اتنی ھی بات کھتا ھون کہ میرے فرایض منصبی مین ان مقدمات کی پیروی کرنے سے زیادہ غیر

خوشگوار اور کوئی کام نہیں ھے ایک علمی ادارے کی فضا میں عدالتوں کی یہہ کشا کش بہت ھی تکلیف دہ ھوتی ھے ہزار ھا روپیہ خرچ ھورھا ھے اور مجھے بہت سا وقت دھلی میں صرف کرنا پڑتا ھے - اور پھر یہہ ایک ھی مقدمہ نہیں ھے - اس کے اور شاخسانے بھی پیدا ھونے والے ھیں افسوس اس کا ھے کہ بہت سا وقت اور روپیہ جو بہتر طریقہ پر انجمن کے مقاصد کی توسیع اور تکمیل میں خرچ ھوتا اس عدالتی کشمکش میں ضایع ھورھا ھے اور اس سے بچنے کی بھی کوئی صورت نہیں -

تنظیم

انجمن کے دوسرے اھم شعبے یعنی نشر و اشاعت کی ضرورت اب زیادہ شدید اس لئے ھو گئی ھے کہ ھماری زبان کو ھر روز مخالفتوں اور ناانصافیوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ھے -

اگر ملک کے طول و عرض میں ھماری شاخیں کام نہ کریں تو ظاھر ھے کہ ھم اُن مسائل سے نبٹ نہیں سکتے جو ھر روز سامنے آرھے ھیں - مثلاً سرکاری مدارس میں اردو کی تعلیم کا مسئلہ یا اردو زبان کو علاقائی زبان تسلیم کرانے کا سوال جیسا کہ معلوم ھوگا سرکاری مدارس میں اردو کی تعلیم کے متعلق چند ھی ماہ پہلے ھمارے صدر ڈاکٹر ذاکر حسین خان ایک وفد

لیکر اتر پردیش کے وزیر تعلیم کے پاس گئے تھے اس وفد کے محضر کو تیار کرنے اور اس پر دس ہزار دستخط حاصل کرنے میں ہماری لکھنو کی شاخ نے بڑا کام کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کوشش کا کچھہ اثر ضرور ہوا ہے لیکن شاید ابھی مسئلہ کو طے کرانے کے لئے کچھہ اور جد و جہد کرنی پڑیگی - اسی طرح اردو زبان کو اتر پردیش میں علاقائی زبان تسلیم کرانے کا مسئلہ بھی بنیادی مسئلہ ہے اور اس پر جلد اور قوت کے ساتھہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے یہہ کام بھی شاخون کے پورے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ گذشتہ دو سال میں اس بات کی کوشش کی گئی کہ ۴۷ع کے بعد جو تنظیم درہم وبرہم ہوچکی ہے اس میں پھر جان ڈالی جائے ۴۷ع کے ہنگامہ کے بعد بہت سے کارکن پاکستان چلے گئے اور جو لوگ ہندوستان میں باقی رہ گئے ان کی ہمتیں بھی بہت پست ہوگئیں - اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جہان جہان مرکزی انجمن کی شاخیں برائے نام باقی بھی تھیں وہ بالکل مردہ تھیں - ۵۱-۱۹۵۰ع میں مین نے بعض مقامات کا دورہ کیا، چنانچہ لکھنو، بنارس، کانپور، حیدرآباد، ناگپور وغیرہ میں ہماری شاخون نے کام کرنا شروع کردیا - میرا یہہ مقصد تھا کہ تمام بڑے اور اہم مقامات پر خود جاؤں اور وہاں کے حامیان اردو سے شخصی اتصال پیدا کرون لیکن میری طویل

علالت نے سفر کا سلسلہ منقطع کر دیا - تاہم انجمن کے نمائندے ابوالخیر بھوروی صاحب تقریباً مسلسل دورے کرتے رہے بہار میں ایک کامیاب صوبائی کانفرنس کے انعقاد کے بعد ہماری تحریک میں اس صوبہ کے تمام ممتاز اصحاب حصہ لے رہے ہیں - اور اضلاع میں شاخین قایم کر کے اس تنظیم کی تکمیل کی جارہی ہے اسی طرح مدھیہ پردیش میں میرے ناگپور کے دورے کے بعد اب کام شروع ہو گیا ہے لکھنو اور حیدرآباد کی شاخیں پہلے سے اپنے کاموں میں مصروف ہیں اور ایسی باعمل شاخون سے مرکز کو بہت تقویت حاصل ہوتی ہے اس وقت مرکزی انجمن کی شاخین حسب ذیل مقامات پر کام کر رہی ہیں - ان میں سے بعض کا الحاق ابھی مرکز سے نہیں ہوا ہے، لیکن ہم ان کی ہمت افزائی کر رہے ہین اور امید ہے کہ ان کے ذریعہ سے ہماری تنظیم کے جال کی تمام کڑیاں مضبوط ہو جائین گی -

(۱) بنارس		اتر پردیش
(۲) بھوروا	(ضلع بلیا)	,,
(۳) طبقہ انصار بانتھرا روڈ	(ضلع بلیا)	,,
(۴) بجنور		,,
(۵) ٹانڈہ	(ضلع فیض اباد)	,,
(۶) کوپامئو	(ضلع ہردوی)	,,
(۷) سہسوان	(ضلع بدایون)	,,

(۸) لکھنؤ		اترپردیش
(۹) علی گڈھ		”
(۱۰) میرٹھ		”
(۱۱) مرادآباد		”
(۱۲) امروھہ	(ضلع مرادآباد)	”
(۱۳) خورجہ	(ضلع بلند شہر)	”
(۱۴) چاند پور	(ضلع بجنور)	”
(۱۵) اعظم گڈھ		”
(۱۶) کانپور		”
(۱۷) گورکھپور		”
(۱۸) بستی		”
(۱۹) بلند شہر		”
(۲۰) اٹاوہ		”
(۲۱) هاپوڑ	(ضلع میرٹھ)	”
(۲۲) برهان پور		مدھیہ پردیش
(۲۳) کھنڈوا		”
(۲۴) رائے پور		”
(۲۵) دردھا		”
(۲۶) مہو		”
(۲۷) جبلپور		”
(۲۸) کامٹی		”
(۲۹) ناگپور		”

(۲۹) پٹنہ		بہار
(۳۰) دربھنگہ		,,
(۳۱) شیخوپورہ	(ضلع مونگیر)	,,
(۳۲) رانچی		,,
(۳۳) ہلالی پوکھر	(ضلع سنگھبھوم)	,,
(۳۴) مظفرپور		,,
(۳۵) کشن گنج	(ضلع پورنیہ)	,,
(۳۶) پرنام بٹ		مدراس
(۳۷) ٹیلچری		,,
(۳۸) والمباڑی		,,
(۳۹) بنگلور		,,
(۴۰) امرتسر		مشرقی پنجاب
(۴۱) جسپالون	(ضلع لدھیانہ)	,,
(۴۲) دھلی		
(۴۳) حیدرآباد دکن		
(۴۴) دھولیا		صوبہ بمبئی
(۴۵) مالیگاون		,,
(۴۶) بمبئی		
(۴۷) کلکتہ		

اس فہرست کو دیکھہ کر اس بات کا اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ گذشتہ دو سال میں مرکزی انجمن نے اپنے

کام کے میدان کو کافی وسیع کر لیا ہے لیکن شاخوں کی تعداد میرے انداز میں ابھی بہت کم ہے جب تک ہندستان کے بڑے بڑے شہر اور قصبہ میں انجمن کی شاخ قایم نہ ہو جائے یہہ تنظیم مکمل نہیں ہو سکتی اگر ہمارے وسایل اجازت دیتے تو ممکن تھا کہ اس تنظیم کی ہم بہت جلد تکمیل کر لیتے لیکن دورے کرنے اور نشر و اشاعت کے کاموں کے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہے اس کے لئے ہمارے بجٹ میں گنجائش نہیں ہے اور اس لئے ہمین بتدریج اس تنظیم کے میدان کو وسیع کرنا ہے۔ پھر بھی اس حالت کے بعد جب کہ خود مرکز اور اس کی شاخین ختم ہو چکی تھیں ۱۰ ماہ میں اتنا کام جو ہوا ہے بہت غنیمت ہے۔

تنظیمین دورے اور اجتماعات

مرکزی دفتر کو علی گڈھ میں قایم کرنے کے بعد میں نومبر سنہ ۱۹۴۹ع میں حیدرآباد گیا اور وہاں دو ہفتہ قیام کر کے انجمن کی حیدرآبادی شاخ کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے وہاں کے حامیان اردو سے مشورہ کیا۔ انجمن کی شاخ وہاں مردہ ہو چکی تھی لیکن احباب اور ہمدردوں کے مشورہ کے بعد یہہ طے پایا کہ کوئی نئی شاخ قایم کرنے کے بجائے پرانی شاخ ہی کو پھر کام کرنے کے قابل بنایا جائے۔ چنانچہ ایک بڑے اجتماع میں جس کو مین نے اور پنڈت سندر لال جی نے مخاطب کیا فیصلہ

کیا گیا۔ نواب اکبر یار جنگ بدستور اس شاخ کے صدر رھے اور مولوی حبیب الرحمن (سابق معتمد صنعت وحرفت) اس کے معتمد منتخب کئے گئے۔ اراکین میں انجمن کے تمام پرانے ممبروں نے شرکت کی۔ اب ڈیڑہ سال کے تجربہ کے بعد میں یہہ کہہ سکتا ہون کہ ھماری حیدرآباد کی شاخ نے کام کرنے کی راھین پیدا کرلی ھیں اور باوجود مالی دشواریوں کے انجمن کے معتمد اور دیگر اراکین حیدرآباد میں آردو زبان کی تحریك کو آگے بڑھا رھے ھیں۔ ابھی اضلاع میں شاخوں کے قایم کرنے کا کام شروع نہیں ھوا ھے لیکن مجھے امید ھے کہ یہہ تنظیم نہ صرف ریاست حیدرآباد میں مکمل ھو جائے گی بلکہ ھماری یہہ شاخ تمام جنوبی ھند میں ھماری تحریك کا ایك مرکز بن جائے گی جہاں ھمارے کام کے لئے کافی میدان ھے اور جہاں اب بھی مقامی آبادیون میں آردو سے کافی لگاؤ موجود ھے۔ حیدرآباد کے اس سفر میں مجھے بھوپال اور ناگپور کے حامیان آردو سے بھی ملاقات کرنے کا موقعہ ملا اور مجھے معلوم ھوا کہ ان مقامات پر بھی کام کرنے والے لوگون کی جماعتین موجود ھیں جو مرکزی انجمن سے وابستہ ھو کر کام کرنا چاھتی ھین۔

دسمبر ۱۹۴۹ع کے آخری ھفتہ میں بمبئی میں انجمن کی شاخ نے شاندار طریقہ پر "یوم اکبر" منایا۔ ھماری بمبئی کی شاخ میں بھی بعض مخلص کارکن موجود ھیں

جو اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور جنہوں نے مخالف حالات میں بھی ہماری تحریک کو زندہ رکھا ہے۔

انجمن کی تنظیم کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً میں یا انجمن کے نمایندے ابوالخیر بھوری صاحب مختلف مقامات پر دورے کرتے رہے ان سے بلاشبہ ہماری تحریک کو تقویت حاصل ہوئی۔ مئی سنہ ۱۹۵۰ع میں ہماری دھلی کی شاخ کی سکریٹری حمیدہ سلطان صاحبہ نے جو آردو کے مسئلہ میں بڑی دلچسپی اور جوش کے ساتھہ کام کرتی ہیں دھلی میں "یوم غالب" منایا جس کے صدر سفیر افغانستان سردار نجیب اللہ خاں تھے۔ اس موقعہ پر دھلی کے اکثر ممتاز اشخاص نے شرکت کی اور اس اجتماع کے بعد حمیدہ سلطان صاحبہ اور دوسرے ممتاز کارکنوں نے یہہ فیصلہ کیا کہ آیندہ دھلی میں انجمن کی شاخ قایم کرنی چاھئے۔ چنانچہ پنڈت برج موھن دتاتریہ کیفی صاحب کی سرپرستی میں اس تجویز نے عملی صورت اختیار کی اور آردو مجلس کو انجمن کی شاخ بنادیا گیا۔

۵ اگست ۱۹۵۰ کو میں بنارس گیا تو وھاں کے حامیان آردو نے انجمن کی تحریک کے مطابق بہت دلچسپی اور جوش کا اظہار کیا۔ حاجی محمد صدیق حاجی محمد فاروق صاحب رئیس مدن پورہ نے جن کا میں تین دن مہمان رہا انجمن کی تحریک میں ہماری بہت امداد فرمائی۔ ان ھی کوٹھی پر شب میں انجمن کے کارکنوں کا اجتماع ہوا

اور بنارس کی شاخ کے کاموں کا ایك پروگرام بنایا گیا
دوسرے دن صبح کو میں نے انجمن کی شاخ کے دفتر کا
افتتاح کیا ۔ اس موقعہ پر حامیان آردو کا بہت بڑا مجمع تھا ۔

۶ اگست کی شام کو بنارس کے تمام محلوں کے نمایندوں
کی طرف سے ایك عصرانہ ترتیب دیا گیا جس میں شہر
کے اکثر ممتاز اصحاب نے شرکت کی ۔ جو ایڈریس مجھے
پیش کیا گیا اس کے جواب میں مین نے بنارس مین انجمن
کی تحریك کے ہر پہلو پر زور دیا ۔ بنارس کے متعدد
اداروں کا بھی مین نے معائنہ کیا جن میں کتب خانہ عالیہ
" ادارہ ترقی صحت مزدوران " ۔ شبینہ مدرسہ مالتی باغ
جامعہ رحمانیہ، کتب خانہ اسلامیہ، کتب خانہ سعیدیہ مزدور
لائبریری قابل ذکر ہیں ۔ دوران قیام میں ہر خیال اور ہر
طبقہ کے ممتاز اصحاب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں ترقی پسند
ادیبوں کے ممتاز نمایندوں سے بھی تبادلہ خیال ہوا اس
جماعت میں ترقی پسند ہندستانی کمیٹی کے سکریٹری شیو ناتھہ
پرشاد صاحب، منشی پریم چند کے صاحبزادے امرت رائے
بنگلہ زبان کے مشہور ادیب شری مہندر چندر رائے
اور ہندی کے مشہور نوجوان شاعر پروفسر شمبھو ناتھہ
(ودیا پیٹھہ) بھی شامل تھے ۔ ۷ اگست کی شب میں ہندی
اور آردو کے ممتاز شعرا نے اپنا کلام سنایا ۔

۸ اگست کو میں لکھنو پہنچا یہاں تین چار دن
شہر کے ممتاز احباب اور اسمبلی و کونسل کے اراکین

سے تبادلہ خیال کرتا رہا۔ ۱۳ اگست کو گنگا پرشاد میموریل ہال میں ایک عام جلسہ ہوا جس کے صدر پنڈت کشن پرشاد کول صاحب تھے۔ آل احمد سرور صاحب احتشام حسین رضوی صاحب اور بیگم اعزاز رسول نے تقریریں کیں۔ میں نے مرکزی انجمن کی شاخ کا افتتاح کرتے ہوئے حاضرین کو مخاطب کیا۔

شب کو بیگم حبیب اللہ کی کوٹھی پر اترپردیش کی اسمبلی اور کونسل کے بعض اراکین کا ایک اجتماع ہوا جس میں آردو کی تعلیم کے متعلق ان مشکلات کو حل کرنے کے متعلق گفتگو ہوی جو پیدا ہو رہی ہیں۔ اس سفر کے سلسلے میں چند گھنٹوں کے لئے مراد آباد حسن پور اور امروہہ بھی گیا حسن پور میں ایک مشاعرہ میں شرکت کے بعد امروہہ گیا جہاں سے انٹر کالج میں آردو کی تعلیم ختم کر دینے کے متعلق بہت سی شکایتیں وصول ہو رہی تھیں۔

۲۹ اگست کو میں کانپور گیا اور وہاں دو دن قیام کر کے شہر کے عمایدین اور بہی خواہان آردو سے ملاقاتیں کیں، ۳۰ اگست کو مولانا محمد علی میموریل اسکول کے اساتذہ اور طلباء کی دعوت پر اسکول کے احاطہ میں زبان کے مسئلہ پر تقریر کی اسی دن شام کو حلیم کالج کی بزم ادب نے ایک عصرانہ ترتیب دیا۔ عصرانہ سے پہلے میں نے ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کیا جس میں انگریزی

آردو اور هندی کے اخبار کے نمایندے شریک تھے اسی شام کو حلیم کالج هال میں ایک جلسه عام منعقد هوا جس میں شهر کے تمام علمی ادبی اور ثقافتی اداروں کے علاوہ مشهور تجارتی اور صنعتی حلقوں کے ممتاز نمایندے بھی شریک تھے۔ اس جلسے مین تقریر کرتے هوے میں نے آردو کی تحریک کے هر پہلو کو واضع کیا اور مختلف حضرات نے جو اعتراضات کئے تھے اُن کا جواب دیا اس جلسه کے صدر ریجنل امپلائمینٹ اکسچینج کے افسر اعلی شری سچتا نند سنها تھے۔ اس جلسے میں انجمن کی شاخ کے قایم هونے کا اعلان کیا گیا۔ شب میں کانپور کے ممتاز تاجر شیخ ابوالحسنات محمد انوار صاحب کے یہاں کھانے پر دوسرے معززین سے گفتگو کی اور شهر مین کام کرنے کا پروگرام بنایا۔ ۳۱ اگست کی صبح کو لایق نوجوان عبدالطیف صاحب نے اپنے مکان شریف منزل میں چاے کی دعوت دی یہاں بھی حامیان آردو کا ایک اچھا اجتماع تھا۔ حاجی محمد سمیع صاحب ایم۔ایل۔سی، محمد یعقوب صاحب ایم۔ایل۔اے۔ بابو ابوالبرکات صاحب نسیم صاحب ادیب بی۔اے اور دوسرے همدردوں نے هماری تحریک کی هر طرح مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ یہاں بھی ترقی پسند ادیبوں کا ایک وفد مجھسے ملا اور اس سے زبان کے مسایل پر گفتگو هوتی رهی۔ هندی کے مشهور شاعر شیل جی نے اپنا کلام سنایا۔

مختلف مقامات کے دوروں میں سے سب سے زیادہ جس چیز نے مجھہ پر اثر کیا وہ یہہ تھی کہ ہر جگہ اردو زبان کی حمایت میں بہت سے مخلص ہندوؤں کو بھی میں نے مسلمانوں کا ہمنوا پایا اور مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ خاص طور پر آتو پردیش میں سیاسی تعصب کے باوجود اردو زبان کا مسئلہ ابھی ایک حد تک مشترکہ مسئلہ ہے اور صرف اس حقیقت کا لحاظ کر کے ہم کو ہر گوشے میں کام کرنا چاہئے۔

دسمبر میں دہلی کی شاخ نے اپنے ایک عام جلسہ میں مجھے شرکت کی دعوت دی اور میں دہلی پہنچ بھی گیا لیکن دفعتاً علیل ہوجانے کی وجہ سے شریک نہ ہوسکا تاہم جلسہ بہت کامیاب رہا اور مجھے معلوم ہوا کہ اس جلسہ کے بعد سے دہلی کے کارکنوں میں پھر ایک جوش عمل پیدا ہونے لگا ہے۔ اس اجتماع میں دہلی کے ممتاز ادیبوں اور شاعروں نے شرکت کی اور انجمن کی شاخ کے کارکنوں کو اپنی تائید اور ہمدردی کا یقین دلایا۔

اس کے بعد چند ماہ ایسے گذرے کہ میں اپنی علالت کی وجہ سے سفر نہ کرسکا لیکن انجمن کے نمایندے ابوالخیر بھوروی صاحب مسلسل دورے کرتے رہے اور مختلف مقامات پر شاخیں قایم ہوتی رہیں۔ ۵۱ع کے ابتدائی مہینوں میں یہہ اطلاع ملی کہ صوبہ بہار کے حامیان اردو اپنے صوبہ میں انجمن کی تنظیم سے وابستہ ہوکر کام

کرنا چاہتے ہیں۔ اترپردیش کے بعد صوبہ بہار میں اردو زبان کی اہمیت ہمیشہ قابل لحاظ رہی ہے اور اس صوبہ نے ہماری زبان کے بڑے بڑے ادیب اور شعرا پیدا کئے ہیں۔ اس لئے مرکزی انجمن کو پہلے ہی سے یہہ خیال تھا کہ اترپردیش کے الجھے ہوے مسایل سے کسی قدر فارغ ہونے کے بعد صوبہ بہار میں اردو زبان کی تحریک کو منظم کیا جائے۔ چنانچہ انجمن کے نمایندے وہاں بھیجے گئے اور انہوں نے ہر طبقے اور ہر مکتب خیال کے ممتاز حضرات سے تبادلہ خیال کر کے مقامی حالات سے پوری واقفیت حاصل کی اور یہہ طے پایا کہ صوبہ کی ایک بڑی کانفرنس پٹنہ میں منعقد ہو جس میں بہار کے حامیان اردو کی جد و جہد کا نقشہ بنایا جائے۔

مئی کے مہینے میں ایک شاندار اور کامیاب اردو کانفرنس ہوی جس میں صوبائی شاخ کے قایم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ میں اپنی شدید علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا لیکن انجمن کے کئی ممتاز اراکین نے شرکت کی اور پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی نے تو اپنی پیرانہ سالی اور حد سے بڑھی ہوئی معذوریوں کے باوجود سخت گرمی کا مقابلہ کر کے دہلی سے پٹنہ تک کا سفر کیا مرکزی انجمن کے رکن پروفیسر رشید احمد صدیقی نے کانفرنس کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ کانفرنس میں ریاست بہار کے اہل الرائے اصحاب کے علاوہ تقریباً پانچ سو ڈیلی گیٹ

اور مختلف ادبی انجمنوں کے بیسیوں نمایندے شریک ہوے
کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کے صدر آنریبل عبدالقیوم
انصاری اور جنرل سکریٹری پروفیسر اختر ارینوی تھے -

ڈاکٹر سید محمود، سید سلطان احمد صاحب، ابو لاحد محمد
نور صاحب پارلیمنٹری سکریٹری، مولانا سید ریاست علی
ندوی صاحب پرنسپل مدرسہ شمش الہدی - سہیل عظیم آبادی
صاحب اڈیٹر ساتھی اور غلام سرور صاحب ایم اے
جیسے لوگ کانفرنس کی مجلس استقبالیہ میں شریک تھے -

کانفرنس کا افتتاح ڈاکٹر سری کرشن سنہا وزیر اعظم
صوبہ بہار نے کیا جو صوبہ کے انصاف پسند اور وسیع
النظر لیڈر ھیں ان کی تقریر کا حرف حرف ان لوگوں کے
لئے لایق تقلید ھے جو جمہوریت کا مفہوم نہیں سمجھتے -

کانفرنس میں ھندستان کے بڑے بڑے ادیبوں اور
زبان کے ماھروں نے شرکت فرمائی اور اپنے خیالات
ظاھر کئے -

انجمن کے پندرہ روزہ اخبار "ھماری زبان" میں
اور بہار ریاستی آردو کانفرنس نمبر میں ان سب صاحبوں
کا تذکرہ اور ان کی تقریروں کا خلاصہ شایع کردیا
گیا ھے -

کانفرنس کے ساتھہ ایک کل ھند مشاعرہ بھی ھوا
جس میں ھندستان کے تمام بڑے شاعروں نے اپنا کلام
پڑھا یہہ مشاعرہ ریڈیو سے براڈ کاسٹ بھی کیا گیا اس

مشاعرہ کے صدر راجہ رادھیکا رمن صاحب سوزج بورہ تھے جن کی صدارتی تقریر اثر مرصع تھی -

کانفرنس میں بہت ہی ضروری اور اہم تجویزیں بھی پیش ہوئیں اور منظور کی گئیں اس کانفرنس کے زیر اہتمام خواتین نے بھی اپنے اجلاس کئے خواتین کی مجلس استقبالیہ کی صدر بیگم زہرہ کلیم تھیں اور جنرل سکریٹری بیگم عزیزہ نقی امام - افتتاح حمیدہ سلطان صاحبہ نے کیا اور کانفرنس کی صدارت محترمہ صالحہ عابد حسین نے فرمائی - اس کانفرنس میں خواتین کی طرف سے جو تجویزیں پیش ہوکر منظور ہوئیں وہ وقت کے اہم مسایل سے متعلق تھیں - خواتین کی اردو کانفرنس اور مشاعرے میں جن خواتین نے تقریریں کیں اور نظمیں پڑھیں ان میں شکیلہ اختر بیگم، بیگم حکیم انیس، سرور جہاں پنہاں عظیم آبادی، قدسیہ کاظمی، سوز عظیم آبادی، زرین عظیم آبادی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں - لیڈی انیس امام نے اپنی گوشہ نشینی کے باوجود ہر قسم کے مفید مشورون سے خواتین کی حوصلہ افزای فرمائی -

ریاستی کانفرنس کے بعد صوبہ بہار کے اکثر مشہور مقامات پر جیسے دانا پور کینٹ، بتیا ضلع چمپارن مظفرپور، مونگیر، اور آرہ وغیرہ میں کانفرنسیں اور ادبی اجتماعات ہوئے ان جلسون مس بھی مشاہیر ادبا اور

شعرا نے شرکت کی اور مرکزی انجمن کی طرف سے خیر صاحب شریک ہوئے اور اپنی تحریر و تقریر سے انجمن کے مقاصد کی اشاعت کرتے رہے ۔

کانفرنس کے بعد سے اس وقت تک جو اطلاعیں مل رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہار کے ارباب کار نے ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر اپنا کام شروع کر دیا ہے اور تمام اضلاع میں صوبائی شاخ کی شاخیں قایم کی جا رہی ہیں ۔

ایک اہم مسئلہ

۲۲ مئی ۱۹۵۱ ع کو انجمن کے ایک وفد نے صدر انجمن ڈاکٹر ذاکر حسین خان کی قیادت میں اتر پردیش کے وزیر تعلیم شری سمپورنانند سے ملاقات کی اور ان کی خدمت مین سرکاری اور نیم سرکاری مدارس و مکاتب میں آردو زبان کی تعلیم کے متعلق ایک محضر پیش کیا جس پر لکھنؤ کی شاخ نے ایسے دس ہزار اشخاص کے دستخط حاصل کئے تھے جن کے بچون کے لئے آردو تعلیم کے دروازے بند ہو چکے ہیں ۔ تمام ریاست مین عام طور پر یہہ شکایت کی جا رہی تھی کہ آردو کی تعلیم کو تمام مدرسون اور مکتبون مین ختم کیا جا رہا ہے اور یہہ واقعہ ایسا تھا جس کی ہزارون مثالین ہر ضلع میں پیش کی جا رہی تھیں ۔ مرکزی انجمن اس باب میں بہت متردد تھی اور نہ صرف "ہماری زبان" کے صفحات پر بہت کچھ لکھا

جا رہا تھا بلکہ دوسرے طریقون سے بھی مرکزی انجمن صوبہ کی اسمبلی اور کونسل کے اراکین اور دیگر حامیان اردو کو حکومت کے اہلکارون کی اس کجروی پر توجہہ دلا رہی تھی - آخرکار لکھنو کی شاخ نے محضر تیار کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کام میں قابل تحسین محنت اور جدوجہد کر کے اس محضر کو مرکزی انجمن کے صدر کے ذریعہ وزیر تعلیم کے سامنے پیش کرا دیا - اس میں شک نہیں کہ یہہ پہلا موثر قدم ھے جو انجمن نے حکومت کی بے راہ روی کے مقابلہ میں اٹھایا اور معلوم ہوتا ھے کہ ایک حد تک اس کا کچھہ نتیجہ بھی نکلا ھے - چنانچہ اخبارون میں یہہ اطلاع شایع ہوچکی ھے کہ وزارت تعلیم سے ایک سرکلر جاری ہوا ھے جس میں تعلیمی افسرون کو توجہہ دلائی گئی ھے کہ حکومت کے مسلمہ اصول کے مطابق تعلیم کا ذریعہ طالبعلم کی مادری زبان ہوگی اور یہہ کہ اگر کوئی بچہ اردو پڑھنا چاہتا ھے تو اسے اردو ضرور پڑھائی جائے - دیکھنا یہہ ھے کہ اس سرکلر کی تعمیل کہان تک ہوگی اور ایسا تو نہ ہوگا کہ پچھلے احکام کی طرح یہہ حکم بھی نظر انداز ہو جائے بہر حال یہہ کام انجمن کی شاخون کا ھے کہ وہ اپنے ضلع میں معلوم کرین کہ اس حکم پر عمل درآمد ہو رہا ھے یا نہیں اور مرکزی انجمن کو حالات سے باخبر رکھیں -

اس سلسلے کی ایک اہم ترکڑی اردو زبان کو علاقائی زبان تسلیم کرنے کا سوال ہے جس کی نسبت ہماری زبان میں بہت کچھہ لکھا جا چکا ہے - اور جس پر پٹنہ کانفرنس کے محترم صدر نے بھی رائے عامہ کو توجہ دلائی تھی - صوبہ کی شاخون اور حامیان اردو سے مشورہ کرنے کے بعد ہمیں طے کرنا ہے کہ ہم اپنے اس آئینی حق کو حاصل کرنے کی کیا تدبیر اختیار کرین -

گذشتہ جولائی مین حیدرآباد سے واپس ہوتے ہوئے میں نے دو دن ناگپور میں قیام کیا - جہاں عبدالستار فاروقی صاحب ایم ال اے شاکر صاحب اورنگ آبادی اور دوسرے احباب دو سال سے مجھے دعوت دے رہے تھے - میرے اس دورے کی تفصیلات ہماری زبان میں شایع ہو چکی ہیں - ناگپور کے حامیان اردو نے انجمن کی صوبائی شاخ کے قایم کرنے اور جلد سے جلد کام شروع کر دینے کے لئے جس جوش کا اظہار کیا وہ بہت ہمت افزا تھا صوبہ کے نمائندون کے جس جلسہ مین میں نے تقریر کی اور شاخ قایم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس میں صوبہ کے ہر ضلع کے با اثر نمائندے موجود تھے اس جلسہ کے علاوہ مجھے ناگپور کے ممتاز حضرات سے مل کر گفتگو کرنے کے جو مواقع ملے ان سے میں نے پورا فائدہ اٹھایا - بعد میں ناگپور سے جو اطلاعین وصول ہو رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا

ھے کہ شاخ کا کام پوری توجھہ کے ساتھہ جاری ھے اور اضلاع میں شاخیں قایم کی جارھی ھیں۔

ناگپور میں قیام کے دوران میں مین چند گھنٹون کے لئے کامٹی بھی گیا جہان شہر کے معززین سے ملاقاتین ھوئیں اور ربانی ھائی اسکول کے اساتذہ اور طلبا کے ایك اجتماع کو مخاطب کیا۔

رجسڑی

قانون رجسٹری نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ع کے تحت انجمن کی رجسٹری از سر نو کرالی گئی ھے اور اس طرح وہ اپنے کاروبار مین پبلك ادارے کی مسلمہ حیثیت اختیار کر چکی ھے۔

اخبار و رسایل

"ھماری زبان" انجمن کا پندرہ روزہ اخبار ھے جس کے اجرا کی غرض تجارتی نہیں ھے بلکہ صرف یہہ ھے کہ اس کے ذریعہ سے انجمن کے مقاصد کا پروپگنڈا کیا جاۓ اور آردو زبان کے دوستون کو مرکزی انجمن کی جدوجہد سے باخبر رکہا جاۓ - نیز یہہ کہ وہ مرکز اور اس کی شاخون کے درمیان اتصال قایم رکہے۔ اسی لئے ھماری زبان کا چندہ براۓ نام رکہا گیا ھے اور آس پر تقریباً سات ھزار روپیہ سالانا خسارہ ھوتا ھے جس کا بار انجمن کا بجٹ برداشت کرتا ھے۔ اگر ھماری شاخین ھماری زبان کی اشاعت پر خاص طور سے

توجہہ کرین تو یقیناً آس کی اشاعت میں کافی ترقی ہو سکتی ہے اور انجمن خسارہ کے بار سے سبک دوش ہو کر خسارہ کی رقم کو زیادہ مفید کامون میں صرف کر سکتی ہے۔

"آردو ادب" ہمارا سہ ماہی علمی و ادبی رسالہ ہے جس کے ابھی تین ہی نمبر شایع ہو سکے ہیں۔ اس رسالے نے اپنے مضامین کے اعتبار سے رسالہ آردو کے معیار کو پوری طرح قایم رکھا ہے۔ البتہ طباعت و کتابت کی ناگزیر مشکلات کی وجہ سے ہم ابھی تک اس کی اشاعت کو وقت کا پابند نہیں کر سکے ہیں۔ لیکن اب اس کے لئے بھی بہتر انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ جو لوگ آردو ادب کے موجودہ رجحانات اور قدیم ادب کے علمی اور تاریخ مسایل سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کے لئے ہندستان میں آردو زبان کا کوئی دوسرا رسالہ "آردو ادب" سے زیادہ معیاری اور دلچسپ نہیں ہو سکتا۔

انجمن کے نئے گذشتہ سال معاشی اور سماجی مسایل کے متعلق بھی ایک رسالہ نکالنے کی تیاری شروع کر دی تھی لیکن افسوس ہے کہ مالی دشواریوں کی وجہ سے اس کی اشاعت کو ملتوی کرنا پڑا۔ لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ ایک ایسے رسالہ کی اشاعت بہت زیادہ ضروری ہے۔ تاکہ آردو کے لٹریچر میں معاشی اور سماجی مسایل کو زیادہ نمایاں کیا جا سکے عام لوگ ابھی تک ان مسایل سے ناآشنا

ھیں اور انجمن کے لٹریچر مین ان مسایل کو عوام کے لئے واضح کرنا ضروری ھے۔

کتب خانہ اور مخطوطات

انجمن کے کتب خانہ اور دفتر پر سنہ ۱۹۴۷ع میں جو تباھی آئی تھی اس کا ذکر کیا جا چکا ھے۔ ھمارے کتب خانہ میں پندرہ ھزار سے زیادہ مطبوعہ کتابین تھیں۔ اب یہہ تعداد آٹھہ نو ھزار رہ گئی ھے۔ معلوم نہیں کہاں کہاں اور کس طرح باقی کتابین ضایع ھوئیں۔ بھر حال اس وقت اردو کی تقریباً پانچ ھزار۔ انگریزی کی تین ھزار اور فارسی وعربی کی ایك ھزار مطبوعہ کتابیں موجود ھیں۔ ان کتابوں کی فہرست مرتب کی جارھی ھے۔ ان مطبوعہ کتابوں میں بعض بہت قدیم کتابین ھیں جن کو اب نوادر میں شمار کرنا چاھئے۔

اھم تر مسئلہ مخطوطات اور قلمی نسخوں کا ھے جس پر میں انجمن کے اراکین کو بھی توجہ دلا چکا ھوں۔ ھمارے اس خزانے میں اس وقت بارہ سو اردو کی "چار سو فارسی اور عربی کی اور سو دوسو ھندی اور کور مکھی وغیرہ کے قلمی نسخے موجود ھیں۔ اس ذخیرے کی توضیحی فہرست مرتب کی جارھی ھے اور حیدر آباد دکن کے محکمہ تعلیم کے پنشن یافتہ عہدہ دار مولوی محمد ابرار حسین فاروقی ایم۔ اے اس کام کو انجام دے رھے ھین۔ اس

وقت تک جو فہرست وہ تیار کر چکے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اس فن پر وسیع نظر رکھتے ہیں اور بہت محنت اور توجہہ کے ساتھہ اس مشکل کام میں مصروف ہیں ۔

کتب خانہ مخطوطات کی تنظیم کی تین بڑی ضرورتیں ہیں :- اول ان کی توضیحی و تشریحی فہرست کی ترتیب دویم ان کی چٹ بندی و جلد بندی اور سویم بطرز نو ان کی فنون واری تقسیم اور نمبر اندازی ۔

مخلوط اور منتشر کتب خانہ سے عربی اور فارسی کی کتابوں کو علیحدہ کر کے پہلے ان میں سے فارسی کتابوں کی تنظیم کی گئی دو ضخیم جلدوں میں ان کی فہرست مرتب کی گئی ہے ۔ اور جو کتابیں انتہائی سقیم حالت میں تھیں ان میں سے چند کی چٹ بندی اور جلد بندی بھی کرالی گئی ہے ۔ اس کے بعد بطرز نو جس کو ڈیوی سسٹم'' کہتے ہیں ان کی فنون واری تقسیم کی گئی ہے اور ان پر لیبل وغیرہ لگا کر نمبر ڈالے گئے ہیں ۔

فارسی مخطوطات میں کافی اہم اور نادر نسخے ہیں مثلاً :-

(۱) جامع پیکر (جلد اول)

مصنفہ پیکر بنت حسن بیگ۔ خاکی احمد آبادی ۔ (یہہ چودہ بادشاہوں کی داستانوں کا مجموعہ ہے) سال تصنیف ۱۰۴۴ع نادر ونایاب اور ضخیم نسخہ ہے ۔

(۲) شہنشاہ نامہ قاسمی مثنوی)

مصنفہ مرزا قاسم بیگ قاسمی ایرانی (یہہ شاہ اسمعیل صفوی اور سلطان مراد کی جنگ کی تاریخ ھے) سال تصنیف ۹۷۰ھ نایاب اور نادر نسخہ ھے۔ نہایت درجہ خوشخط اور مطلا ومذھب ھے۔

(۳) تاریخ عالم ارا عباسی (نثر)

شاہ عباس صفوی کے عہد کی مشہور تاریخ ھے سنہ تصنیف ۱۰۳۸ھ نہایت درجہ خوشنما مطلا اور مذھب نسخہ ھے۔

(۴) فرھنگ رشیدی

مصنف عبدالرشید بن عبدالغفور الحسینی۔ تصنیف ۱۰۶۴ھ۔ نایاب تر نسخہ ھے۔

(۵) حسن و عشق

مصنف نعمت خاں عالی۔ تصنیف ۱۰۹۸ھ۔ خطاطی (شکست) کا بہترین نمونہ ھے۔ خطاط شنکرناتھہ ۱۲۲۴ھ

(۶) مرات الاصلاح

مصنف آنند رام مخلص۔ ۱۱۵۸ھ فارسی اصطلاحات اور محاورون کی مستند فرھنگ ھے۔ یہہ نسخہ بھی نادر ھے۔

(۷) بیاض

اس میں اساتذہ قدیم کے منتخب کلام اور شاہ جہان

و جہانگیر کے فرامین بھی ہیں جو بہت اہم ہیں۔

(۸) موید الفضلاء

عربی ترکی اور فارسی کی لغت ہے۔ جو مصور ہے اس لئے نادر ہے مصنف محمد بن شیخ لاد (۹۲۵ھ) یہہ نسخہ اگر نایاب نہیں مگر کمیاب ضرور ہے۔

(۹) نگار نامہ هستی

مصنف لعل چند الملقب بہ منشی۔ المعروف بہ ملک زادہ۔ تصنیف ۱۰۹۵ھ مجموعہ فرامین و خطوط نادر کمیاب

جن مختلف کتب خانہ جات یورپ و ہندستان کی مطبوعہ توضیحی فہرستین اسوقت دفتر میں ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بعض نسخے ان کتب خانون میں بھی نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جو کتابت کے اعتبار سے اتنے قدیم ہیں کہ اتنے قدیم لکھے ہوے کسی کتب خانہ میں نہیں اور بعض خطاطی کے اعتبار سے لاجواب ولا مثال ہیں۔

ابھی صندوقوں میں بند فارسی کے بعض ایسے منتشر اہم اور غیر اہم نسخہ‌جات موجود ہیں جن کی فہرست ضمیمہ کے طور پر فہرست کے ساتھہ بعد میں مرتب کی جاے گی۔

فارسی کتب کی تنظیم کے بعد آردو مخطوطات کی تنظیم شروع کی گئی ہے جن کی تعداد تقریباً (بارہ سو) ہے۔

اس میں چند ہندی اور پنجابی زبان کے بھی قدیم نسخے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک پانچ سو پچاس سے زیادہ کتابوں کی فہرست مرتب ہوچکی ہے لیکن فنون واری تقسیم فہرست کی تکمیل و تدوین کے بعد ہو گی۔ اس وقت تک جتنی کتابوں کی فہرست مکمل ہوچکی ہے ان میں بیشتر وہ کتابین ہیں جو کسی کتب خانہ میں موجود نہیں ہیں مثال کے طور پر چند نام درج ذیل ہین۔

(۱) مختصر حسینی (نظم)

دکھنی آردو میں فقہ کی یہہ کافی ضخیم کتاب ہےجو ۱۰۹۲ھ کی تصنیف ہے اور اہم ہونے کے ساتھہ ہی ساتھہ نادر بھی ہے۔

(۲) لازم المبتدی (نظم)

مصنف مولانا محمد اشرف۔ فقہ میں یہہ ایک مختصر رسالہ ۹۰۹ھ سے قبل دکھنی آردو میں بالخصوص مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا۔ نسخہ اہم اور نادر ہے۔

(۳) کلیات انشاء

مصنف انشاالله خان۔ مصنف کے انتقال کے نو سال بعد یہہ کلیات ۱۸۲۶ع میں لکھی گئی نہایت خوشنما نستعلیق خط ہونے علاوہ اُس کے دونون دیباچے مطلا ومذہب ہین اس لئے یہہ نسخہ نادر ہے۔

(۴) تواریخ غرین (منظوم)

سیر الانبیا پر یہہ منظوم کتاب دکھنی آردو میں ۱۱۶۴ھ

میں لکھی گئی ھے جس کو ۱۲۵۹ھ میں نقل کیا گیا۔ یہہ نادر و نایاب نسخہ ھے۔

(۵) کلیات سودا

بہت کافی ضخیم نسخہ ھے معلوم ایسا ہوتا ھے کہ یہہ شاعر کی زندگی میں نقل کیا گیا ھے۔ اس لئے نادر ھے۔

(۶) پنچھی باچھا (ترجمہ منطق الطیر)

شیخ وجیہہ الدین وجہن نے دکھنی آردو میں ۱۱۴۲ھ میں ترجمہ کیا۔ موجودہ نسخہ کتابت کے اعتبار سے قدیم تر ھے کیونکہ اس کی نقل ۱۱۸۷ھ میں کی گئی ھے۔

(۷) مثنوی تمثیل نامہ

مصنف حضرت بندہ کیسو دراز قدس اللہ سرہ قبل ۸۲۵ھ اس میں صرف ایک حکایت بطور تمثیل لکھی گئی ھے جس میں انسانی موت و حیات کے مسایل کو پیش کیا گیا ھے۔ نسخہ نادر و نایاب ھے۔

(۸) مجموعتہ الاشیاء

مصنف حضرت شاہ برھان الدین قایم پوری قدس اللہ سرہ تصنیف قبل ۹۹۰ھ تصوف و سلوک میں بہت بلند پایا رسالہ ھے۔

(۹) اعجاز احمدی

مصنف نوازش علی شیدا۔ سال تصنیف ۱۱۸۶ھ سیرت النبی پر دکھنی آردو میں یہہ ایک طویل مثنوی ھے جو کمیاب ھے۔

(۱۰) مثنوی حضرات خمسہ

مصنف عاشق وحشی سال تصنیف قبل ۱۱۹۳ھ مسایل توحید میں دکھنی زبان کا یہہ نادر نسخہ ھے۔

(۱۱) ملفوظ چہرھاریاکتاب الوحدانی (نثر)

مرتبہ حضرت میران یعقوب (رح) قبل ۱۰۷۸ھ۔ تصوف میں یہہ ملفوظات حضرت میران حسینی خدانما کے ھیں جن کو ان کے مرید و خلیفہ میران یعقوب (رح) نے دکھنی آردو میں مرتب کیا ھے۔ نسخہ نادرالوجود ھے۔

(۱۲) رسالہ وجودیہ (نثر)

حضرت شاہ محمد نور دریای رائچوری (دکن) تصنیف قبل ۱۰۸۹ھ۔ نسخہ نادرالوجود ھے۔

(۱۳) بیاض کلام فارسی و اردو

اس بیاض میں بعض مشہور دکھنی شعراء متصوفین کا منتخب اور نادر الوجود کلام ھے۔

(۱۴) مثنوی چندبدن و مہیار

مصنف مرزا محمد مقیم مقیمی سال تصنیف قبل ۱۰۳۷ھ اس کے نسخہ جات دوسری جگہون پر بھی موجود ھیں مگر یہہ نسخہ قدیم ھے۔

(۱۵) دیوان سلطان

مصنف شاہ سلطان ۱۱۰۰ھ دکھنی آردو میں یہہ دیوان ھے جو کمیاب ھے۔

(۱۶) مثنوی آئینہ کثرت

شاہ تراب تخلص حسینی ۱۱۸۷ھ تصوف کے مسایل میں یہہ دکھنی آردو کی مثنوی ھے جو نایاب ھے۔

(۱۷) مثنوی گلشن عشق

مولانا نصرتی ۱۰۶۸ھ کتابت ۱۱۱۱ھ۔ قدیم تر مکتوبہ نسخہ ھے اس لئے نادر ھے۔

(۱۸) قصہ حضرت تمیم انصاری (مثنوی)

مصنف صنعتی ۱۰۵۵ھ کمیاب ہے۔

(۱۹) معراج نامہ

تصنیف سلطان ثانی ۱۰۸۰ھ نسخہ کمیاب ہے

(۶۰) محی الدین نامہ

عبدالملک عبد ۱۰۰۹ھ نسخہ نادر و کمیاب ہے۔

(۲۱) دیوان فتح چند

تخلص یکسو۔ نسخہ کمیاب و نادر ہے۔

(۲۲) بحر طویل فارسی و ریختہ

حضرت بابا گرو نانک کے کلام کا یہہ مجموعہ نادر و کمیاب ہے اس کے کل (۹) طویل مصرعے ہیں جو تمام تر تصوف کے بیان میں ہیں اور لاجواب ہیں۔

(۶۳) مثنوی نجات نامہ

محمد امین۔ تخلص ایاغی ۱۰۸۳ھ

(۲۴) ریاض غوثیہ

غوثی۔ ۱۱۶۹ھ حضرت غوث آغظم کی منقبت میں یہہ صحیح مثنوی ہے۔ نسخہ کیاب ہے۔

آردو کے مخطوطات کی حالت فارسی کے مخطوطات سے بھی زیادہ سقیم ہے۔ جن پر فوری توجہ کی ضرورت ہے اگر ان کی چٹ بندی اور جلد بندی نہ کرائی گئی اور حفاظت نہ کی گئی تو یہہ قیمتی نسخہ جات ضایع ہو جائیں گے۔

آردو مخطوطات کی فہرست مدون ہونے کے بعد عربی اور ضمیمہ فہرست فارسی اور ہندی اور پنجابی کتب کی فہرست مرتب کی جائے گی۔

غرض کہ ایک سال کی مدت میں تقریباً ایک ہزار فارسی اردو وہندی مخطوطات کی فہرست مرتب ہو چکی ہے باقی ماندہ کام جاری ہے۔

مخطوطات کے ذخیرے کے متعلق اس قدر زیادہ میں نے اس لئے لکھا ہے کہ میں معزز اراکین انجمن اور ملک کے ارباب ذوق کو یہہ بتانا چاہتا ہوں کہ انجمن کے اس خزانے کی اگر پوری پوری حفاظت نہ کی گئی تو یہہ ضایع ہو جائے گا اور انجمن کے دامن پر یہہ ایک ایسا دھبہ ہوگا جو مٹایا نہ جا سکے گا۔ سیکڑوں کتابیں جلد بندی کی محتاج ہیں اور بہت سے نسخے تو اس حالت میں ہیں کہ اگر فوراً ان کی چٹ بندی نہ کرائی گئی تو سال دوسال میں فنا ہو جائیں گے۔ انجمن کے بجٹ میں اتنی گنجایش نہیں کہ وہ اس کام پر دس بارہ ہزار روپیہ خرچ کر سکے اس لئے میں نے پہلے بھی انجمن کے اراکین سے اپیل کی تھی اور اب پھر کہتا ہوں کہ اگر انجمن کا ہر رکن اس کام کے لئے اپنے حلقہ اثر میں سے دوتین سو روپیہ بھی چندہ جمع کرے تو اس نادر اور قیمتی ذخیرے کی حفاظت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ مخطوطات کا یہہ خزانہ انجمن کے لئے قابل فخر ہے لیکن جس قدر قابل فخر ہے اسی قدر باعث ندامت بھی ہو سکتا ہے اگر ہم نے اس کی حفاظت کا پورا انتظام نہ کیا۔

مرحوم اراکین

گذشتہ دو سال میں موت کے بے پناہ ہاتھ نے انجمن کے تین اراکین کو ہم سے جدا کر لیا ۔ علی گڈھ میں انجمن کے رکن رکین اور محسن و سرپرست نواب صدر یار جنگ دنیا سے رخصت ہو گئے مرحوم کا علمی مذاق اور قدیم مشرقی تہذیب ان کی یاد کو ہمیشہ دلوں میں باقی رکھے گی ۔

دھلی کے دولت مند مگر خوش مذاق تاجر شری شنکر لال کی وفات بھی انجمن کا بڑا نقصان ھے ۔ مرحوم گذشتہ سال انجمن کے رکن منتخب کئے گئے تھے اور اس وقت سے انجمن کے کاموں سے اپنی مخلصانہ ھمدردی کا اظہار فرما رہے تھے ۔

میں اس رپورٹ کو مرتب کر رھا تھا کہ الہ باد سے مولوی مہیش پرشاد کے انتقال کی خبر آئی مرحوم بنارس هندو یونیورسٹی میں شعبئہ اردو فارسی کے صدر تھے اور اردو زبان سے بہت گہری دلچسپی رکھتے تھے ۔ وہ انجمن کے پرانے رکن تھے اور اپنے وقت کا بڑا حصہ اردو زبان کی خدمت میں صرف فرماتے تھے ۔ غالب کے متعلق مرحوم کی تحقیقات مسلمہ ھے اور ان کی مشہور تالیف خطوط غالب کا ایک حصہ شایع ہو چکا ھے ۔ دوسرا ابھی شایع نہیں ھوا ھے ۔ حقیقت یہہ ھے کہ ان جیسے رکن سے محروم ھو جانا انجمن کی بد قسمتی ھے ۔ وہ ان اھل نظر

میں سے تھے جن کی خالی جگہ کا پر ہونا اس زمانے میں خارج از قیاس ہے۔

اس رپورٹ کو مرتب کرنے میں یہہ کوشش کی گئی ہے کہ انجمن کے کاموں کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہ جائے جس کا ذکر اس رپورٹ میں نہ کیا گیا ہو پھر بھی اگر انجمن کے متعلق کسی صاحب کو مزید معلومات درکار ہوں تو مرکزی دفتر ھر ایسے استفسار کا جواب دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔

قاضی عبدالغفار

علی گڈھ ٦ ستمبر سنہ ١٩٥١ع

گوشوارہ آمدنی سرمایہ و نقدی

بابت سنہ ۵۱-۱۹۵۰ع

(یکم اپریل سنہ ۱۹۵۰ع لغایتہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۵۱ع)

(مرتبہ، کردہ آڈیٹرس)

	Rs. as. p.	
نقدی		
امپیریل بنک علی گڈھ کی		
تحویل میں	43,454 10 8	
گرانٹ حکومت ہند بابت		
سنہ ۵۰-۱۹۴۹ع	40,000 0 0	
تحویل بھارت بنک علی گڈھ	922 4 8	
تحویل بھارت بنک دھلی	4 0 0	
متفرق نقد	10 9 0	84,391 8 4
سرمایہ تحویل امپیریل بنک		
حیدرآباد (حالی سکہ)	490 4 1	
ایضاً (سکہ کلدار)	23,215 13 2	
ایضاً (سرمایہ تعمیر)	89,970 14 7	1,13,676 15 10
وصول طلب		
قاضی عبدالغفار صاحب	283 2 7	
آل احمد سرور صاحب	100 0 0	
پیشگی تنخواہ اسٹاف		
حساب طلب	30 0 0	
بذریعہ پنڈت سندر لال جی		
(معاوضہ ترجمہ)	236 0 0	

	Rs. as. p.	
حساب کیو پریس بمبئی بمد طباعت	400 0 0	
ڈاکٹر یدوونشی (تیاری ڈکشنری)	300 0 0	1,349 2 7
(۴) گرانٹ حکومت ہند بابت سنہ ۱۹۵۰-۵۱ع	36,000 0 0	[illegible],000 0 0
(۵) منافع حصص حیدر آباد اسٹیٹ بنک - (۲ سال)	1,880 10 8	1,880 10 8
(۶) چندہ آردو ادب	597 7 0	597 7 0
(۷) چندہ الحاق	211 9 9	211 9 9
(۸) فروخت کتب بعد وضع کمیشن	828 8 9	828 8 9
فروحت ڈکشنری	30 0 0	30 0 0
(۹) متفرق آمدنی	619 4 0	619 4 0
(۱۰) عطیات	200 0 0	200 0 0
(۱۱) واجب الادارقوم	969 4 0	969 4 0
		[illegible].754 6 11

گوشوارہ اخراجات بابت سنہ ۱۹۵۰-۵۱ع

(مرتب کردہ اڈیٹرس)

	Rs. as. p.
(۱) انتظامی اخراجات	
تنخواهیں اور الاؤنس	20,973 9 6
سفر خرچ	3,163 2 6
خاص الاؤنس سفر خرچ منظورہ مجلس عاملہ	1,278 4 3
خرچہ مقدمات	1,153 4 0

	Rs.	as.	p.	Rs.	as.	p.
طباعت و اسٹیشنری	881	2	9			
خرید کتب وغیره	769	13	9			
کرایه و ٹیکس	675	0	0			
کرایه مہمان خانه	175	0	0			
غیر متوقع اخراجات	823	2	0			
خرچه ڈاک و تار	672	2	0			
اجرت اشتہارات	1,084	2	0			
جلد بندی مخطوطات	599	2	0			
فیس آڈٹ	300	0	0			
عام اخراجات	356	4	0			
مہمانداری	292	4	6			
جلد بندی دفتری کتب	163	6	0			
شاخوں کی امداد	900	0	0			
مرمت فرنیچر وغیره	165	5	6			
خرچه سواری	120	12	0			
سامان دفتر	79	4	6			
کمیشن بنک	53	4	0			
خرچه رجسٹری انجمن	50	0	0			
خرچ ڈاک مطبوعات	26	14	9			
امداد مدارس وغیره	75	0	0	34,830	4	0
(۲) سرقه شده رقوم	30	8	0	30	8	0
(۳) متفرق حسابات ادا کرده سال گذشته	1,682	12	0	1,682	12	0
(۴) بجلی کے پنکھے	1,049	15	6	1,049	15	6

	Rs.	as.	p.			
خسارہ ہماری زبان	6,914	10	6	6,914	10	6
(۶) خسارہ آردو ادب	2,222	10	6	2,222	10	6
(۷) حسابات طے شدنی						
قاضی عبدالغفار صاحب	938	0	10			
فہیم الدین کاتب	140	0	0			
پیشگیان	60	0	0			
آل احمد سرور صاحب	657	5	0	1,795	5	10
(۸) دیگر قرضے						
مکتبہ جامعہ ـ دہلی	153	0	0	153	0	0
(۹) خرید ٹایپ بعد وضعات	343	15	6	343	15	6
(۱۰) خرید کاغذ ۸۷ ریم	1,334	8	0	1,334	8	0
(۱۱) خرچہ طباعت و اشاعت کتب	8,655	0	0	8,655	0	0
(۱۲) خرچہ کتب زیر تیاری	7,650	3	0	7,650	3	0
(۱۳) نقد و موجودات بنک						
امپریل بنک حیدرآباد ـ						
حالی سکہ	490	4	1			
" " سکہ کلدار	22,515	13	2			
" " سرمایہ تعمیر	89,970	14	7			
پنجاب نیشنل بنک علی گڈھ	2,234	15	11			
ایمپریل بنک ـ علی گڈھ	58,867	11	10			
نقد	11	14	6	1,74,091	10	1
				2,40,754	6	11

N. P. Co., Aligarh.

بجٹ سنہ ۵۲-۱۹۵۱ع

امدنی

آمدنی		بجٹ سنہ ۱۹۵۰-۵۱ع	واقعی وصول	تخمینہ بابت سنہ ۱۹۵۱-۵۲ع
		Rs. as. p.	Rs. as. p.	Rs. as. p.
عطیہ حکومت ہند	....	40,000 0 0	36,000 0 0	36,000 0 0
*عطیہ حکومت حیدرآباد بابت سنہ ۱۹۵۰-۵۱ع	....	17,140 0 0	...	17,140 0 0
عطیہ حکومت حیدرآباد بابت سنہ ۱۹۵۱-۵۲ع	....	...	...	17,140 0 0
منافع حصص حیدر آباد بنک	....	.900 0 0	854 4 6	854 4 6
فروخت کتب	....	7,000 0 0	756 0 0	3,000 0 0
متفرق آمدنی	....	400 0 0	354 0 0	400 0 0
چندہ ہماری زبان	....	2,000 0 0	1,352 0 0	2,000 0 0

*یہہ سنہ ۱۹۵۰-۵۱ع کی رقم مارچ سنہ ۱۹۱ع کے بعد وصول ہوئی۔

تخمینه بابت سنه ۱۹۰۱-۰۲ع	واقعی وصول	بجٹ سنه ۱۹۰۰-۰۱ع		آمدنی
Rs. as. p.	Rs. as. p.	Rs. as. p.		
1,000 0 0	567 0 0	600 0 0	....	چندہ آردو ادب
500 0 0	211 0 0	...	....	فیس الحاق
78,034 4 6	40 094 12 6	68,040 0 0	....	میزان کل

اخراجات

خرچ		بجٹ سنہ ۱۹۰۰-۰۱ع			واقعی خرچ			بجٹ سنہ ۱۹۰۱-۰۲ع		
		Rs.	as.	p.	Rs.	as.	p.	Rs.	as.	p.
تنخواہ و الاؤنس	....	23,000	0	0	21,000	0	0	21,100	0	0
سفر خرچ	....	1,800	0	0	3,200	0	0	3,000	0	0
قانونی اخراجات	...	1,000	0	0	1,153	0	0	1,500	0	0
فیس آڈیٹر	....	300	0	0	300	0	0	300	0	0
طباعت و اسٹیشنری دفتر	....	700	0	0	882	0	0	700	0	0
خرید اخبار و رسایل	....	500	0	0	770	0	0	500	0	0
خرچ ڈاک و تار	....	650	0	0	700	0	0	700	0	0
کرایہ مکان	....	770	0	0	850	0	0	1,380	0	0

اخراجات

بجٹ سنہ ۱۹۰۱-۰۲ع	واقعی خرچ	بجٹ سنہ ۱۹۰۰-۰۱ع		خرچ
Rs. as. p.	Rs. as. p.	Rs. as. p.		
300 0 0	343 0 0	300 0 0	...	عام اخراجات
300 0 0	292 0 0	500 0 0	....	مہمانداری
800 0 0	763 0 0	600 0 0	....	جلد بندی
4,000 0 0	975 0 0	2,200 0 0	....	شاخوں کی امداد
...	...	75 0 0	....	مرمت مشینری
...	165 0 0	150 0 0	....	فرنیچر و مرمت
100 0 0	125 0 0	50 0 0	....	مقامی کرایہ سواری
600 0 0	80 0 0	1,200 0 0	....	دفتری سامان و گودام کتب
75 0 0	53 0 0	75 0 0	....	کیشن بنک

اخراجات

خرچ		بجٹ سنہ ۱۹۰۰-۰۱ع	واقعی خرچ	بجٹ سنہ ۱۹۰۱-۰۲ع
		Rs. as. p.	Rs. as. p.	Rs. as. p.
آجرت اشتہارات	....	1,000 0 0	1,033 0 0	1,000 0 0
غیر متوقع اخراجات	....	948 0 0	673 0 0	600 0 0
خریدی ٹائپ رائیٹر	....	900 0 0	...	...
خریدی پنکھے	....	200 0 0	1,049 0 0	...
طباعت و تیاری کتب	....	19,000 0 0	16,353 0 0	17,000 0 0
کمیشن کتب	....	2,800 0 0	150 0 0	1,000 0 0
آردو ادب	.. .	3,000 0 0	2,849 0 0	4,000 0 0
ہماری زبان	....	6,400 0 0	9,252 8 0	8,000 0 0
خرید ٹائپ	....	1,200 0 0	344 0 0	500 0 0

اخراجات

خرچ		بجٹ سنہ ۱۹۵۰-۵۱ع	واقعی خرچ	بجٹ سنہ ۱۹۵۱-۵۲ع
		Rs. as. p.	Rs. as. P.	Rs. as. P.
واپسی خسارہ سنہ ۱۹۵۰-۵۱ع	....	69,268 0 0	64,754 8 0	17,14 00 0
میزان کل	....	69,268 0 0	64,754 8 0	84,595 0 0

فہرست اراکین
انجمن ترقی اُردو (ہند)

(تا یکم مارچ سنہ ۱۹۵۰ ع)

۱- ڈاکٹر ذاکر حسین خان... وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی

پریسیڈنٹ

۲- ڈاکٹر عبدالستار صدیقی.....۲۲ اے، میور روڈ آلہ باد۔

وائس پریسیڈنٹ

۳- پنڈت برجموھن دتاتریہ کیفی صاحب....۱۷- علی پور روڈ دھلی -

وائس پریسیڈنٹ

۴- نواب حافظ احمد سعید خان صاحب، نواب چھتاری رکن علی گڈھ -

۵- ڈاکٹر تاراچند- سکریٹری تعلیمات، حکومت ھند نئی دھلی - ,,

۶- عبدالرحمن صدیقی صاحب ... ایسٹرن فیڈرل یونین انشورنس کمپنی ڈلہوزی اسکویر- ایسٹ، کلکتہ- ,,

۷- کرنل کیلاش نرائن ھکسر..... ۲ بی، لارڈ سنہا روڈ کلکتہ - ,,

۸- نواب علی یاور جنگ..... وائس چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد- ,,

۹- افضل العلما ڈاکٹر محمد عبدالحق، پرنسپل پریسیڈنسی کالج مدراس- ,,

۱۰- مولانا سید سلیمان ندوی صاحب.... دارالمصنفین- اعظم گڈھ- رکن

۱۱- ڈاکٹر سید عابد حسین.... جامعہ ملیہ- جامعہ نگر- دہلی- ,,

۱۲- رشید احمد صدیقی صاحب.... مسلم یونیورسٹی علی گڈھ- ,,

۱۳- سید بشیر حسین زیدی صاحب.... رام پور- ,,

۱۴- پنڈت سندر لال جی '۴۰ اے' ہنومان روڈ- نئی دہلی- ,,

۱۵- ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی.... ڈائرکٹر کیمیکل ریسرچ- ویسٹرن کورٹ نئی دہلی ,,

۱۶- سر شنکر لال.... ۳ کرزن روڈ- نئی دہلی ,,

۱۷- خواجہ غلام السیدین صاحب.... ایجوکیشنل ایڈوائزر، حکومت بمبئی' ایمپرس کورٹ- چرچ گیٹ رکلیمیشن- بمبئی- ,,

۱۸- پنڈت کشن پرشاد کول صاحب... گنگا پرشاد میمو ریل لائبریری- امین آباد پارک- لکھنؤ- ,,

۱۹- پنڈت آنند نرائن ملاّ صاحب... ایڈوکیٹ- لکھنؤ- ,,

۲۰- سید مسعود حسن رضوی صاحب- لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ ,,

۲۱- آل احمد سرور صاحب ,, ,, ,, ,,

۲۲- منشی مہیش پرشاد صاحب.... ہندو یونیورسٹی بنارس ,,

۲۳- مولوی حبیب الرحمن صاحب.... معتمد انجمن ترقی اردو حمایت نگر- حیدر آباد- ,,

۲۴- مولوی غلام یزدانی صاحب... سابق ناظم آثار قدیمہ حیدر آباد دکن- ,,

۲۵- ڈاکٹر یوسف حسین خان .. عثمانیہ یونیورسٹی- حیدر آباد — رکن

۲۶- حیات اللہ انصاری صاحب.... اڈیٹر قومی آواز لکھنؤ- — ،،

۲۷- کنور مہندر سنگھ بیدی صاحب.... دہلی — ،،

~~۲۸- شری برج نرائن ...جائنٹ سکریٹری، فینانس، حکومت ہند- نئی دہلی-~~ — ،،

~~۲۹- مسز پی- جوہری .... انڈر سکریٹری تعلیمات حکومت ہند- نئی دہلی -~~ — ،،

۳۰- قاضی محمد عبد الغفار ....جنرل سکریٹری -علی گڈھ- — ،،

خلاصہ اغراض و مقاصد

(۲) انجمن کے مندرجہ ذیل اغراض مقاصد و اختیارات ہونگے جن کا ذکر دفعہ ۲ میمورینڈم آف ایسوسی ایشن میں کیا گیا ہے -

(الف) اردو زبان اور ادب کی ترقی اور اس کی آسان شکل ''ھندستانی'' کو عام پسند بنانے کے لئے تمام ممکن ذرائع اختیار کرنا -

(ب) اردو آدب کی معیاری اور عام پسند کتابوں کا ترجمہ کرنا اور ان کو دیوناگری اور رومن حروف میں بھی شائع کرنا تاکہ ھندستان کی قومی زبان کے بنانے میں اردو بھی مناسب حصہ لے سکے -

(ج) دوسری ترقی یافتہ ھندستانی زبانوں کی معیاری اور عام پسند کتابوں کا اردو زبان مین ترجمہ شائع کرنا-

(د) انجمن کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ادبی اور سائنٹفک رسالوں کا شائع کرنا۔

(ہ) آرٹ، سائنس، ادب اور دوسرے مضامین پر کتابوں کو ایڈٹ کرنا، مرتب کرنا، ترجمہ کرنا اور کسی ہندستانی زبان مین ریفرینس کی کتابیں مرتب کرنا۔

(و) پبلشنگ ھاوس اور مطبع قایم کرنا۔

(ز) دوسرے پبلیشرز اور کتب فروشون کو انجمن کا ایجنٹ مقرر کرنا۔

(ح) انجمن کے صدر مقام پر ایک کتب خانہ قایم کرنا اور قایم رکھنا اور آردو کے قلمی نسخے اور ہر زبان کی نادر کتابین اور مطبوعات فراہم کرنا اور آنھین محفوظ رکھنا۔

(ط) انجمن کی صوبائی شاخین اور دوسرے مرکز انڈین یونین کے خاص خاص شہرون مین قایم کرنا اور شاخون کی کتب خانے اور نیز اسکول قایم کرنے مین مدد کرنا۔

National Printers' Co., Aligarh.

(۱) **پرچھائیں** آصف علی صاحب گورنر اڑیسہ کے قلم کا ایک شاہکار، فلسفہ حیات اور اس کے حقایق شاعرانہ تخیل کے پردے میں اعلے قسم کے کاغذ بہترین ٹائپ کی طباعت -

قیمت چار روپیہ

(۲) **مشترکہ زبان** راشٹر بھاشا کے سوال پر مہاتما گاندھی کے خیالات جو اس وقت نظر انداز کئے جا رہے ہیں ٹایپ کی اعلے طباعت - مرتبہ انجمن ترقی اردو -

قیمت چار روپیہ اٹھہ انے

(۳) **یادگار حالی** بیگم صالحہ عابد حسین کی مرتب کی ہوئی سوانح عمری جس میں حضرت حالی کی سیرت اور انکی شاعری کے دلنواز پہلو واضح کئے گئے ہیں طباعت لیتھو -

قیمت چار روپیہ چار انے

(۴) **حیات سرسید** مرتبہ مولوی نور الرحمٰن - سرسید کی زندگی پر ایک مختصر مگر جامع تبصرہ ہے طباعت لیتھو -

قیمت تین روپیہ ۸ انے

(۵) **حیات اجمل** مرتبہ قاضی عبدالغفار صاحب - حکیم اجمل خان مرحوم کی سوانح حیات جس میں مسیح الملک کے کردار کو انکے زمانہ کی سیاسی تاریخ کے پس منظر میں پیش کیا گیا ہے اس کتاب کا مخصوص پہلو یہہ ہے کہ وہ سوانح عمری بھی ہے اور اس زمانہ کی سیاسی تاریخ بھی جبکہ حکیم صاحب مرحوم قومی لیڈروں کی صف اول میں اپنا مقام رکھتے تھے - طباعت لیتھو -

قیمت اڈھہ روپیہ

(۶) **مذہب اور دھرم** انسان کی مذہبی اور اخلاق

زندگی اور اسلام اور ھندو دھرم کے متعلق مہاتما گاندھی کے نظریات اور عقاید کا یہہ صحیح خاکہ آن ھی کی تحریروں سے قاضی عبدالغفار صاحب نے مرتب کیا۔ طباعت ٹایپ

قیمت چار روپیہ

(۷) **ایک مشرقی کتب خانہ** ترجمہ مولوی مبارز الدین رفعت صاحب پٹنہ کی مشہور خدا بخش لائبریری کا یہہ ایك نہایت دلچسپ خاکہ ھے جس میں یورپ کے ایك عالم نے عالمانہ نظر سے مرحوم خدابخش خان کے اس کارنامہ کا مطالعہ کیا ھے۔ طباعت لیتھو۔

قیمت تین روپیہ

(۸) **نفسیات افواہ** از پروفیسر معتضد ولی الرحمن مرحوم - یہہ پروفیسر نوبارڈ ھارٹ کے ایك مضمون کا ترجمہ ھے جنہون نے نفسیات کے نقط نظر سے افواھون اور آنکے تاثرات پر بہت گہری نظر ڈالی ھے۔ طباعت ٹایپ

قیمت ایک روپیہ بارہ انے

(۹) **ادبی قومی تذکرے** ایك پختہ کار ادیب اور جرنلسٹ کی حیثیت سے کول صاحب کو سارا ملك پہچانتا ھے انکے مضامین میں وزن ھوتا ھے اور انکی باتون میں لوچ ھوتا ھے - موصوف کے مضامین کا (جو مختلف موضوعات پر حاوی ھین) یہہ مجموعہ ادبی اور معلوماتی حیثیت کے اعتبار سے اس قابل ھے کہ ھر کتب خانہ میں موجود ھو طباعت لیتھو **قیمت چھہ روپیہ اڈھہ انے**

منیجر شعبہ مطبوعات۔

انجمن ترقی اردو (ھند) علیگڈہ
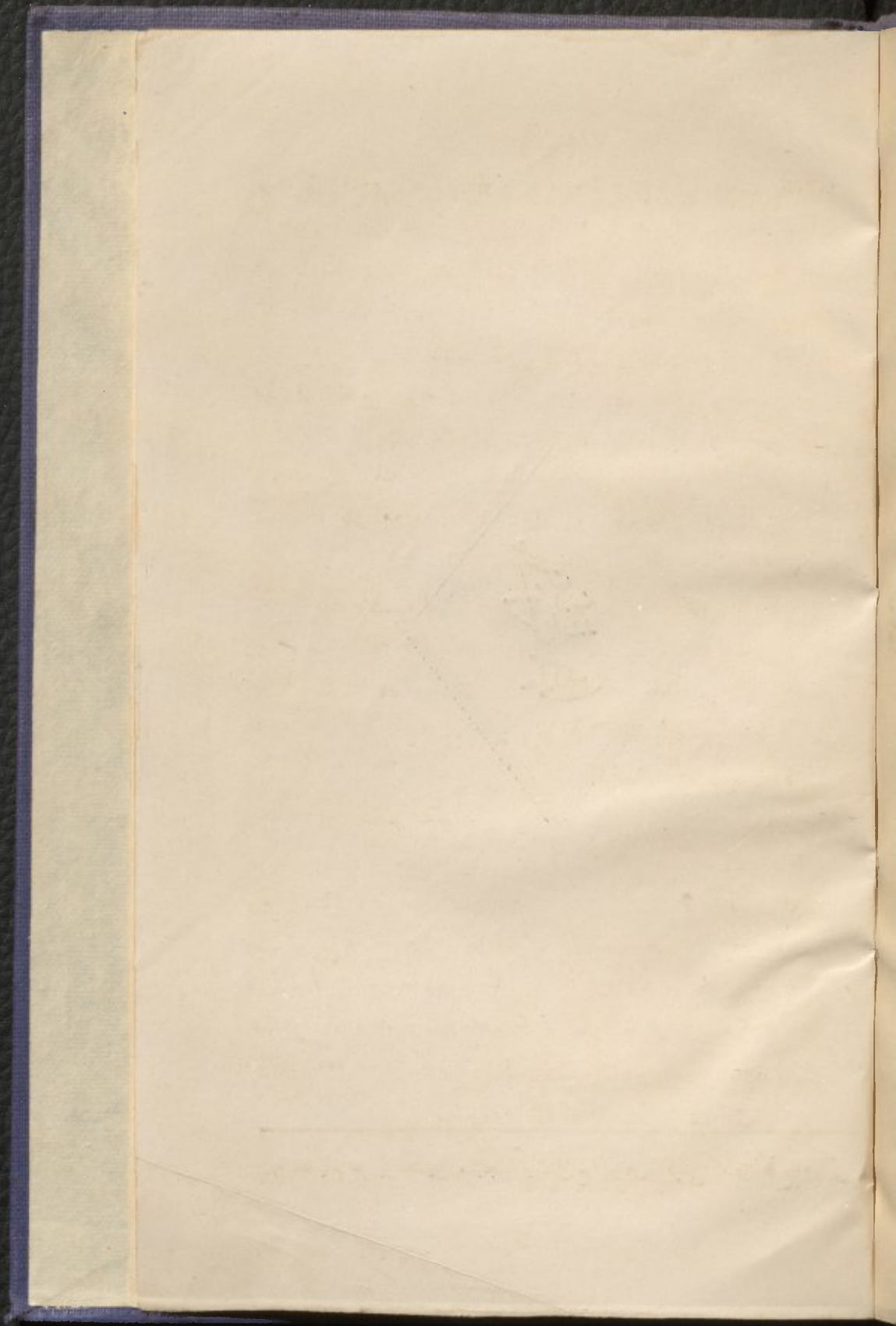
بہ اہتمام عزیز حسین منیجر نیشنل پرنٹرس کمپنی میں طبع ہوئی